www.kitabmart.in

اسلام میں عورتوں کے حقوق

تالیف: آیۃ اللہ ابراہیم امینی
ترجمہ: مولانا اخلاق حسین پکھناروی

تنظیم المکاتب

www.kitabmart.in

اسلام میں

عورتوں کے حقوق

تالیف

آیۃ اللہ ابراہیم امینی

ترجمہ

مولانا اخلاق حسین پکھناروی

ناشر

تنظیم المکاتب

گولہ گنج لکھنؤ

ٹیلی فیکس ⇦ 2615115, 2628923, 2618194

www.kitabmart.in

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	اسلام میں عورتوں کے حقوق (ترجمہ آشنائی با مسائل اسلام)
تالیف	آیۃ اللہ ابراہیم امینی
ترجمہ	مولانا اخلاق حسین پکھناروی
نظر ثانی	مجلس ادارت
کمپوزنگ	آئیڈیل کمپیوٹرس پوائنٹ، لکھنؤ۳
مطبوعہ	اے۔ بی۔ سی پریس، دہلی
پہلا ایڈیشن	دسمبر ۲۰۰۶ء
دوسرا ایڈیشن	ستمبر ۲۰۱۰ء
تعداد	ایک ہزار
قیمت	Rs.30:00

ناشر

تنظیم المکاتب

گولہ گنج لکھنؤ

www.kitabmart.in

فہرست

www.kitabmart.in

www.kitabmart.in

عرض تنظیم

تحریک دینداری کے پہلے مرحلہ میں بانی تنظیم المکاتب خطیب اعظم مولانا سید غلام عسکری طاب ثراہ نے اگرچہ اپنی توجہ "قیام مکاتب" پر مرکوز رکھی تھی مگر آپ کا نصب العین اس قوم کی ہر فرد کو دیندار بنانا تھا۔ دینی معلومات کے بغیر دینداری کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مکتب، مدرسہ، اسکول، کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ معلومات میں اضافہ کا بہترین ذریعہ مطالعہ ہے۔ کتابوں کے معیار اور مطالعہ کے رجحان سے قوموں کی حیثیت متعین ہوتی ہے۔ اسی لیے بانی تنظیمؒ نے روز اول نہ صرف یہ کہ مکاتب کے ساتھ شعبۂ نشر واشاعت کو تنظیم المکاتب کے بنیادی اہداف میں شامل فرمایا بلکہ قیام تنظیم المکاتب سے کافی عرصہ پہلے تنویر بکڈپو کے نام سے انھوں نے ایک نشریاتی ادارہ قائم کیا تھا۔ جس سے متعدد کتب بھی شائع ہوئیں اور قیام تنظیم المکاتب کے بعد بانی تنظیمؒ نے اس کو تنظیم المکاتب میں ضم کردیا۔

خطیب اعظمؒ کی زندگی میں شعبۂ نشر واشاعت سے درسی کتب کے علاوہ حسب ضرورت وامکان متعدد علمی کتب شائع ہوئیں۔ پھر اس ذمہ داری کو علامہ جوادیؒ نے سنبھال لیا اور ان کے رشحات قلم سے قوم فیضیاب ہوتی رہی۔ علامہؒ مسلسل لکھتے رہتے تھے اور اپنی تصانیف کو ادارہ کے حوالہ کردیتے تھے۔

علامہ جوادیؒ کی وفات کے بعد یہ سلسلہ کچھ متاثر ہوا، مگر اللہ کے کرم سے دوبارہ اس خدمت کی رفتار میں اضافہ ہوگیا ہے اور افاضل قم کے تعاون سے متعدد کتب کے ترجمے

www.kitabmart.in

منظر عام پر آچکے ہیں۔

انتخاب و اشاعت کتب میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ایک مومن کے لئے لازمی عقائد و احکام، تفسیر و علوم قرآن، حدیث و کلام، تاریخ و سیرت، اخلاق و تربیت جیسے تمام دینی موضوعات پر ہر سطح فکر کے لئے مواد فراہم ہو جائے۔

زیر نظر کتاب "اسلام میں عورتوں کے حقوق" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ اہل فکر و نظر اس ذخیرہ سے بھر پور فائدہ اٹھائیں گے۔

اس کتاب کی اشاعت میں جن حضرات نے تعاون فرمایا ہم ان کے شکر گذار ہیں۔ مترجم کتاب جناب مولانا اخلاق حسین پکھناروی صاحب ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جن کی کاوشوں سے زیر نظر کتاب کی اشاعت کا شرف ہمیں حاصل ہو رہا ہے۔

والسلام

سید صفی حیدر

سکریٹری

۲۵ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ

www.kitabmart.in

سبق ۱

اسلام میں عورت کی حیثیت

اسلام میں عورت کا وہی بلند مقام ہے جو انسان کا ہے، اس لئے کہ مرد اور عورت انسانیت کے لحاظ سے یکساں ہیں۔ اگر انسان قرآن میں خلیفۃ اللہ کے عنوان سے متعارف اور باعظمت شمار ہوا ہے اور اس کے بارے میں قرآن کہتا ہے: ہم نے انسانوں کو عظمت عطا کی اور خشکی و دریا میں مرکب پر سوار کیا اور پاک و پاکیزہ چیزوں کو اُن کا رزق بنایا اور بہت ساری مخلوقات پر برتری دی ہے۔[۱]

اگر آدم کسی منزل پر فائز ہو کر مسجود ملائکہ بنے اور قرآن نے کہا: جب ہم آدم کا پتلہ تیار کر دیں اور اس میں اپنی روح ڈال دیں تو تم سب سجدہ میں گر جانا۔[۲]

یہ تمام چیزیں انسان ہونے کے اعتبار سے ہیں اور مرد و عورت میں انسان ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔

قرآن حضرت آدمؑ کے سلسلہ میں فرماتا ہے۔ اور خدا نے حضرت آدمؑ کو اسماء تعلیم کئے اس کے بعد انھیں ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور کہا: اگر سچے ہو تو ان اسماء کے بارے میں مجھے بتاؤ۔ ملائکہ نے کہا: خدایا تو پاک و پاکیزہ ہے ہم اُتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں بتایا ہے تو دانا اور حکیم ہے۔ پھر اُس وقت خدا نے آدمؑ

---

[۱] سورہ اسراء، آیت: ۷۰ [۲] سورہ حجر، آیت: ۲۹

www.kitabmart.in

سے کہا: تم مجھے اسماء کے بارے میں بتاؤ، جب آدمؑ نے ان اسماء کو بیان کردیا تو خدا نے فرشتوں سے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کے غیب کا جاننے والا ہوں یا جو کچھ ظاہر اور پوشیدہ رکھتے ہو میں جانتا ہوں۔[۱]

اگر آدم نے اسماء سمجھ لیا اور جواب دیا تو یہ صرف انسانی خلقت کا نتیجہ تھا۔ اور اس خلقت میں مرد اور عورت سب برابر ہیں۔عمومی طور پر قرآن میں جو کچھ بعنوان تعریف یا تمجید بیان کیا گیا ہے اس میں مرد اور عورت سب یکساں ہیں۔

پورے قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں ملے گی جس میں عورت کی عورت ہونے کی حیثیت سے مذمت اور برائی ہوئی ہو۔

اس لحاظ سے قرآن اور اسلام کی نظر میں مرد اور عورت دونوں انسان ہیں، اور بشری اقدار کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے، اور سماج کو منظم رکھنے میں دونوں کی ذمہ داری برابر ہے کہ ان میں سے بعض ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

پہلی: مرد اور عورت دونوں ہی پیدائش اور کثرت نسل اور اس کی بقاء کا ذریعہ ہیں۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اے لوگو! ہم نے تمکو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں گروہ اور خاندانوں میں تقسیم کردیا تا کہ تم پہچانے جاؤ، خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ با فضیلت پرہیزگار افراد ہیں۔خدا دانا اور باخبر ہے۔[۲]

---

[۱] سورہ بقرہ، آیت:۳۱-۳۴ [۲] سورہ حجرات، آیت:۱۳

www.kitabmart.in

نیز ارشاد ہوتا ہے: اے لوگو! اپنے معبود سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اس کی بیوی کو بھی اسی کی جنس سے خلق فرمایا اور انھیں دو افراد کے ذریعہ دنیا میں مرد و عورت کثرت سے پھیل گئے۔ خدا کا خوف کرو جس کے ذریعہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتداروں کی بے تعلقی سے بھی۔ اللہ تم سب کے اعمال کا نگراں ہے۔[۱]

مذکورہ بالا آیات میں مرد و زن برابر سے پیدائش کا مقام اور نسل انسانی کی کثرت کا ذریعہ اور سماج کے دو اہم رکن ہیں اور تقویٰ کی رعایت مرد و عورت میں سے ہر ایک کی فضیلت اور برتری کا معیار ہے۔

دوسری: قرآن کی نظر میں انسانی سعادت کا تنہا راستہ خدا پر ایمان، تذکیہ نفس، تقویٰ کو قرار دیا ہے لہٰذا اس اعتبار سے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک کو ترقی اور کمال کے لائق اور اللہ کی قربت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: جو خدا پر ایمان رکھتا ہے اور عمل صالح انجام دیتا ہے مرد یا عورت ہم اسے حیات طیبہ اور ان کے اعمال سے بہتر جزا دیتے ہیں۔[۲]

نیز ارشاد ہوتا ہے: اُن کے پروردگار نے قبول کیا بیشک میں کسی عمل کرنے

---

[۱] سورہ نساء، آیت:۱ [۲] سورہ نحل، آیت: ۹۷

www.kitabmart.in

والے کے عمل کو برباد نہیں کرتا ہوں۔ خواہ عورت ہو یا مرد۔ تم سب ہی ایک دوسرے سے ہو۔[۱]

قرآن نے صالح اور نیک عورت اور مرد دونوں کی یکساں تعریف کی ہے اور فرماتا ہے: خداوند عالم نے مسلمان مرد اور عورت مومن مرد اور عورت، فرماں بردار مرد اور عورت، سچے مرد اور عورت، صابر عورت اور مرد، خشوع کرنے والے مرد اور عورت، صدقہ دینے والے مرد اور عورت، روزہ دار مرد اور عورت، پاک دامن مرد اور عورت، خدا کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور عورت کے لئے بخشش اور عظیم اجر مہیا کیا ہے۔[۲]

جس طرح قرآن نے صالح اور نیک افراد کی طرف اشارہ کیا ہے اور اُن کی تعریف کی ہے، بعض لائق اور صالحہ عورتوں کے بارے میں بھی اسی طرح اشارہ اور تعریف کی ہے۔ مثال کے طور پر:

حضرت مریمؑ کے بارے میں فرماتا ہے: اُن کے پروردگار نے بہتر طریقہ سے قبول کیا اور اچھے عنوان سے پرورش کی اور زکریاؑ کو ان کا سرپرست بنایا۔ جب بھی ذکریاؑ محراب میں جاتے تو ان کے پاس رزق پاتے تھے تو کہتے تھے: اے مریمؑ یہ رزق تمہارے لئے کہاں سے آیا ہے؟ جواب دیتی تھیں: خدا کے یہاں سے، اس لئے کہ وہ جس کو چاہتا بے حساب رزق دیتا ہے۔[۳]

---

[۱] سورہ آل عمران، آیت: ۱۹۵ [۲] سورہ احزاب، آیت: ۳۵ [۳] سورہ آل عمران، آیت: ۳۷

www.kitabmart.in

نیز مریمؑ کے بارے میں فرماتا ہے: اور فرشتوں نے کہا: اے مریمؑ! خدا نے تمھیں چنا اور تمام دنیا کی عورتوں پر فضیلت دی ہے۔[۱]

جناب آسیہ فرعون کی بیوی کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے: خداوند عالم صاحبان ایمان کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال دیتا ہے جب انھوں نے کہا: خدایا! جنت میں میرے لئے اپنے قریب گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کرتوت سے نجات دے نیز مجھے ستمگر قوم سے بچا۔[۲]

رسول خداؐ کی بیٹی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا انھیں ممتاز خواتین میں سرفہرست ہیں جن کی شان میں آیت تطہیر کا نزول ہوا جس میں آپ کے شوہر اور دونوں فرزند بھی شامل ہیں:

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: خدا کا ارادہ ہے کہ اے اہلبیتؑ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔[۳]

رسول خداؐ نے ان عورتوں کے بارے میں کہا: بہشتی خواتین چار ہیں: مریمؑ بنت عمران، فاطمہؑ بنت محمدؐ، خدیجہؑ بنت خویلد، آسیہ بنت مزاحم فرعون کی زوجہ۔[۴]

جیسا کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں قرآن عورت ہونے کی حیثیت سے ترقی

---

[۱] سورہ آل عمران، آیت: ۴۲ [۲] سورہ تحریم، آیت: ۱۱

[۳] سورہ احزاب، آیت: ۳۳ [۴] کشف الغمہ، ج ۲ ص ۷۶

www.kitabmart.in

وکمال، فضائل و مناقب کے حاصل کرنے کے خلاف نہیں ہے بلکہ انھیں بھی مردوں کی طرح فضائل وکمالات کے حصول کے لئے شائستہ اور لائق سمجھتا ہے اس کے چند نمونہ درج ذیل ہیں:

لیکن قرآن نے بعض عورتوں کی مذمت بھی کی ہے جیسے حضرت نوحؑ، حضرت لوطؑ اور ابولہب کافر کی بیویاں۔[۱]

لیکن نہ اس اعتبار سے کہ وہ عورت ہیں بلکہ ان کی بدکرداری کی وجہ سے، بعض مردوں کی بھی مذمت ہوئی ہے جیسے: فرعون، نمرود اور ابولہب۔

تیسری: اسلام مرد عورت دونوں ہی کو سماج کا دو اہم رکن تصور کرتا ہے جو پیدائش اور خاندان کی تشکیل اور سماج سے بہرہ مند ہونے کے لحاظ سے مشترک کردار کے حامل ہیں۔ عورت مرد دونوں ہی سماج میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اچھے نتائج جیسے سماج کا نیک اور صالح ہونا یا برے نتائج جیسے سماج کا خراب ہونا۔ کے باعث بنتے ہیں۔ اس اعتبار سے صحیح ارادہ کرنے کی ذمہ داری اور سماج کی اصلاح دونوں ہی کے کاندھے پر ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: مومن مرد اور عورت ایک دوسرے کے دوست ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہی لوگ رحمت خداوندی کے شامل

---

[۱] سورہ تحریم، آیت: ۱۰

www.kitabmart.in

ہونے کا باعث ہیں۔اور خدا کامیاب اور حکیم ہے۔[۱]

یہ سچ ہے کہ عورتوں پر میدان میں جہاد اور دشمنوں سے جنگ کرنا واجب نہیں ہے لیکن سماج کی دیگر ذمہ داریاں اُن سے ختم نہیں ہوگئیں، جیسے امر بالمعروف، نہی عن المنکر ، دین اور اس کے مقدمات کا دفاع، تبلیغ اسلام اور اس کی توسیع، ظلم سے جنگ، محرومین اور مظلومین کے حقوق کا دفاع، نیک کاموں میں تعاون، مجبور اور ضرورت مند افراد کی مدد، بوڑھے، زخمیوں اور بیماروں کی تیمارداری، سماجی اور اخلاقی برائیوں سے جنگ، بچوں کی صحیح تربیت اور تعلیم، سماج کی تعلیمی سطح کو بلند کرنا، اسلامی حکومت عدل کا استحکام اور استقلال، اسلامی اقدار کا دفاع، خاندان اور ملک کے اقتصاد کی بنیادی امداد اور اس کے علاوہ دسیوں مشترک ذمہ داریاں جو مرد اور عورت دونوں کے کاندھے پر ہیں۔

چوتھی: مرد اور عورت کا اشتراکی وظیفہ علم کا حصول کائنات کی حقیقتوں کا انکشاف اور اس سے استفادہ کرنا عیش و آسائش کے اسباب کی فراہمی کے لئے زندگی کو مرقع بنایا ہے۔علم و دانش کے حصول اور اس کا صحیح استعمال دونوں ہی کے لئے ضروری ہے اور کوئی فرق نہیں ہے۔دونوں ہی انسان، ذمہ دار اور باصلاحیت ہیں۔

حصول علم کے بارے میں اسلام بہت تاکید کرتا ہے اور اسے ایک فریضہ کے عنوان سے روشناس کراتا ہے۔مثال کے طور پر:

---

[۱] سورہ توبہ، آیت:۷۱

www.kitabmart.in

امام جعفر صادقؑ نے رسول خداؐ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ آگاہ رہو کہ خداوند عالم طالبان علم کو دوست رکھتا ہے۔[۱]

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: ایسا عالم جو اپنے علم سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ ۷۰ ہزار عابد سے بہتر ہے۔[۲]

اس طرح دسیوں اور سینکڑوں حدیثیں ہیں۔ اور اس اعتبار سے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ عورتوں کا بھی فریضہ ہے کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے علوم و معارف کے حصول کی کوشش کریں تاکہ بے نیاز ہو جائیں بالخصوص اُن علوم کا حصول جن کی انھیں بلاواسطہ ضرورت ہوتی ہے جیسے: ڈاکٹری، دانت کا ڈاکٹر، نفسیاتی ڈاکٹر، (Saiclogist) دوا سازی، نرس کا کام، دایہ کا کام، تعلیم و تربیت، نفس شناسی، وجود شناسی، ایٹمی حسابداری اور اسلام شناسی، تفسیر، عقائد، فقہ، تاریخ، ادبیات، ہنر، زبان، حقوق، اقتصاد اور دیگر علوم۔

عورتیں تقریباً نصف سماج کو تشکیل دیتی ہیں اور اس کے بندوبست میں شریک ہیں لہٰذا ان میں بھی مردوں کے بقدر، ماہر فن ہونا چاہئے تاکہ بے نیاز ہو سکیں۔

لہٰذا اسپتالوں، یونیورسٹی، کالج، ہائی اسکول، نرسری، پرائمری اسکول،

---

[۱] کافی، ج ۱ ص ۳۰ [۲] کافی، ج ۱ ص ۳۳

www.kitabmart.in

دواسازی کے مرکزوں، جانچ گھروں، زائشگاہوں (محل ولادت) علوم دینیہ کے تحصیل کے مدارس اور مبلغ کی تربیت گاہوں، اسلامی تبلیغات کے مراکز میں آدھا حصّہ عورتوں سے مخصوص ہونا چاہئے اور مردوں کے برابر دانشور اور کارشناس اور ماہر ہونا چاہئے۔ افسوس کہ ایسا نہیں ہے۔ مذکورہ نقائص اور کمیوں کے دو اسباب ہیں:

ایک مردوں کا اپنے آپ کو سب کچھ سمجھنا اور ناانصافی ہے کہ پوری تاریخ میں عورتوں کو ان کے جائز حق سے محروم رکھا گیا ہے اور ہمیشہ انھیں اپنے سے ماتحت رکھا۔

دوسرا سبب کوتاہی، اپنی معرفت کا نہ ہونا، عیش و عشرت، خوش نمائی اور سنگھار بناؤ کہ عورتوں نے اپنے حقوق سے بے خبری ظاہر کی اور بے راہ روی اختیار کر لی۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنی حقیقی ذمہ داریوں اور واقعی کردار کو پہچانیں، اور آزادی حاصل کرنے کے لئے اور اپنے جائز حق کا استعمال کرنے اور بے نیاز ہونے کے لئے محنت اور کوشش کریں۔ اور مغربی خواتین کی طرح بے راہ روی پر نہ چلیں۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

۱۔ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے؟

۲۔ عورت نسل انسانی کی پیدائش میں کیا کردار ادا کرتی ہے؟

۳۔ قرآن نے انسان کی سعادت کا ذریعہ کس چیز کو سمجھا ہے؟

www.kitabmart.in

۴۔ کیا سعادت کے حصول میں عورت اور مرد کے درمیان کوئی فرق ہے؟

۵۔ نیک اور شائستہ عورتوں کے بارے میں قرآن نے کیا کہا؟

۶۔ عورت سماج کی فلاح و بہبود نیز اصلاح کرنے میں کیا ذمہ داری رکھتی ہے؟

۷۔ عورتوں کے تحصیل علم کے بارے میں اسلام کا کیا نظریہ ہے؟

۸۔ عورتوں کو کیسا ہونا چاہئے نیز بے نیازی کا کیا ذریعہ ہے؟

www.kitabmart.in

سبق ۲

عورت اور آزادی

عورت مرد کی طرح آزاد پیدا ہوئی ہے نیز یہ بھی چاہتی ہے کہ بغیر کسی کی دخالت کے مکمل آزاد زندگی گذارے۔ آزادی کا میلان ایک طبیعی اور جائز امر ہے لیکن کیا اس انسان کے لئے جو سماج میں رہتا ہے تنہا اور آزادانہ زندگی کا تصور ہوسکتا ہے؟ انسان دیگر تمام انسانوں کا محتاج ہے، اسے ان کی خواہشات اور حقوق کی رعایت کرنی چاہئے اور اپنی آزادی کو سماجی قوانین کے حدود میں رکھنا چاہئے ایسی حد بندیاں انسان کے نقصان میں نہیں ہیں بلکہ فائدہ میں ہیں۔

اس کے علاوہ، آزادانہ زندگی اور نفسانی خواہشات کا اتباع کبھی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے، ایسی صورت میں ہمیں محدودیت کا قائل ہونا چاہئے، چونکہ اس کی واقعی بھلائی اسی میں پوشیدہ ہے۔

اسلام بھی انسانی آزادی کا احترام کرتا ہے لیکن مطلق آزادی نہ ممکن ہے اور نہ ہی انفرادی اور اجتماعی مصلحتوں کی حامل ہے۔ اسی لئے، جسمانی اور نفسانی، دینی اور دنیوی، انفرادی اور اجتماعی، مصلحتوں کی رعایت کے ساتھ انسانوں کے لئے احکام وقوانین کی ترویج ہوئی اسی لئے ان کی آزادی کو محدود کرتا ہے، ممکن ہے کہ بعض شرعی حد بندیاں انسان کے ذوق کے مطابق نہ ہوں اور انھیں اپنی آزادی کے لئے مانع سمجھتا ہو لیکن ایسا فیصلہ کرنا اپنی واقعی مصلحت کے نہ جاننے کی وجہ سے ہے اگر وہ

www.kitabmart.in

اپنی واقعی مصلحتوں سے واقف ہوتا تو شرعی حدود کو اپنی آزادی کے لئے نامناسب نہیں سمجھتا اور بہ رضا و رغبت انھیں قبول کرتا۔

خواتین کی آزادی بھی اسی نوعیت کی ہے۔ اسلام باوجودیکہ عورتوں کی آزادی کا احترام کرتا ہے اور اپنی قانون گذاریوں میں اس کی رعایت کرتا ہے لیکن اس شرط سے کہ اس کی واقعی مصلحتوں نیز تمام سماجی لوگوں کی مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ لیکن جہاں آزادی واقعی مصلحتوں کے مطابق نہ ہو تو وہاں محدودیت کو ترجیح دیتا ہے۔

ہم یہاں پر عورتوں کی بعض آزادیوں کی طرف اختصار سے اشارہ کر رہے ہیں۔

اوّل

کام میں آزادی: پہلے کہا جا چکا ہے کہ اسلام عورتوں کو سماج کا ایک رکن تصور کرتا ہے۔ نیز ذمہ داریاں بھی انھیں دی ہیں۔ عورت ایک مفلوج اور بیکار، عضو نہیں بن سکتی اسلام کام کرنے کو ایک بہترین وظیفہ اور عبادت سمجھتا ہے۔ اور اپنے ماننے والوں کو بے کاری، سستی اور نکما ہونے سے روکتا ہے۔ اس سلسلے میں کثرت سے احادیث پائی جاتی ہیں ہم بطور نمونہ اُن میں سے چند کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: عبادت کے ستر جز ہیں، لیکن حلال روزی حاصل کرنا اس کا بہترین جزء ہے۔[۱]

---

[۱] کافی، ج ۵ ص ۷۸

www.kitabmart.in

حضرت موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا: ' خداوند عالم بے کار اور زیادہ سونے والے بندوں کو ناپسند کرتا ہے۔[۱]

کام کرنا اسلام کی نظر میں ایک حق بلکہ ایک وظیفہ ہے، مرد اور عورت میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے عورت بھی سماجی امور میں اپنا فریضہ ادا کرے اور کام کے انتخاب کے سلسلہ میں آزاد ہے۔ لیکن اس کی جسمانی اور روحانی خصوصیتوں کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ جو چاہے کرے۔ اس اعتبار سے کہ ایک خوش اندام، نازک مزاج اور لطیف مخلوق ہے اسی خوبصورتی اور کشش کا نتیجہ ہے کہ مرد عورت کی طرف کھنچتا ہے کام کے انتخاب میں اسے یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی خوبصورتی اور حسن زائل نہ ہو۔ اسی لئے بھاری اور وزنی مشکل اور تھکا دینے والا کام عورتوں کے لئے مناسب نہیں ہے۔ جیسے: بھاری بھرکم گاڑیوں کا چلانا، راتوں کا کام (Night Duty) کانوں میں کام کرنا، لوہا پگھلانے کی فیکڑی میں کام کرنا، سیمنٹ فیکڑی میں ملازمت کرنا، گاڑی بنانا، کسانی کرنا، جانوروں کی دیکھ بھال کرنا اور اس کے علاوہ بہت سارے سخت اور دشوار کاموں میں مشغول ہونا عام طور سے عورتوں کے بس کے باہر ہے۔ ان کی جاذبیت، خوبصورتی خطرہ میں پڑ جائے گی، جو نہ ان کے لئے فائدہ مند ہے اور نہ ہی اُن کے شوہروں کے لئے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں اسلام مردوں کو حکم دیتا ہے کہ عورتوں سے مشکل

---

[۱] کافی، ج ۵ ص ۸۴

www.kitabmart.in

کام نہ لیں۔

امیر المومنینؑ نے اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا: عورتوں کو اُن کی طاقت سے زیادہ کام پر مجبور نہ کرو، اس لئے کہ یہ بات ان کے لئے مناسب اور دل کے سکون کا باعث، حسن کی محافظ ہے عورت خوشبو کی طرح ہے نہ کہ پہلوان۔[۱]

دوسری بات جو عورتوں کے لئے ضروری ہے وہ یہ کہ عورت کی خوبصورتی اس کا حسن و جمال اور کشش ایک طبیعی امر ہے، جس طریقے سے جنسی تحریکوں کے مقابل مردوں کے لئے کمزروی طبیعی امر ہے۔ اس بنأ پر اجتماع عورتوں کے فائدہ میں ہے کہ دائرہ کار میں اجنبی مردوں سے کم تعلق ہو۔ تاکہ ان احتمالی خطروں سے جوان کے ایمان اور آبرو کو مشکوک بنا دے گا محفوظ رہیں۔ اجتماع کی پاکیزگی اور سلامتی بالخصوص جوانوں اور غیر شادی شدہ مردوں کی عفت میں مدد کریں۔

اس اہم نکتہ کی طرف توجہ ضروری ہے کہ عورت رحم دل مخلوق ہے غالباً مردوں سے پہلے ہی جذبات کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسی لئے ایسے کاموں میں اُن کا مشغول ہونا جس میں قطعی فیصلوں اور سختیوں کی ضرورت ہوتی ہے عورتوں اور اجتماع کے حق میں نہیں ہے۔ جیسے فوجی، انتظامی اور کورٹ کا کام۔

آخری بات جو عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ انتخاب عمل میں توجہ دیں وہ یہ ہے کہ اپنے فرزندوں کے احوال کی طرف توجہ اور خاندان کی حفاظت اور نگہداری

---

[۱] وسائل، ج ۱۴، ص ۱۲۰

www.kitabmart.in

ہے۔ اگر عورت نے شادی کر لی ہے اور بچہ والی ہے تو اسے اس بات سے غافل نہیں رہنا چاہئے کہ اس کی گردن پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اور وہ شوہر داری اور بچوں کی صحیح تربیت ہے کہ ابتدائے خلقت ہی سے اس کے ذمہ ہے۔ صحیح ہے کہ وہ انتخاب امر میں آزاد ہے لیکن ایسا کام اپنائے جو اس کی گھریلو بنیادوں کو متزلزل نہ بنا سکے نیز بچوں کو ماں کی ممتا، مہر و محبت اور صحیح تربیت سے محروم نہ کر سکے۔

ایسی صورت میں ان پر لازم ہے کہ اپنے شوہر سے سمجھوتا کرے۔ اور مردوں پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنی انانیت خود پسندی، بیجا ضد اور تعصب سے دور ہٹ کر انصاف کی رعایت کے ساتھ عورتوں کو اجازت دیں تا کہ وہ مناسب کاموں میں مشغول ہو سکیں۔

دوم

مالکانہ، آزادی: اسلام جس طرح مرد کی مالکیت کا احترام کرتا ہے اسی طرح عورت کی مالکیت کا قدرداں ہے، عورت کام، تجارت، ملازمت، (Official work) مہر، ھبہ اور کسی بھی جائز طریقہ سے حاصل کر سکتی ہے۔ اپنے اموال اور اس کے منافع سے فائدہ اٹھا سکتی ہے نیز کسی کو یہ حق نہیں کہ اس کے مال میں تصرف کرے حتی کہ ماں باپ، شوہر اور اولاد بھی۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اگر خداوند عالم نے تم میں سے بعض کو بعض چیز کی وجہ سے فضیلت دی ہے تو اس چیز کی تمنا نہ کرو۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے وہی

www.kitabmart.in

حصّہ ہے جو انھوں نے کمایا ہے۔ صرف خدا کے فضل کا سوال کیجئے بیشک خدا ہر چیز کا جاننے والا ہے۔[۱]

سوم

شادی میں آزادی: عورت بھی مرد کی طرح شادی اور شوہر کے انتخاب میں مکمل آزاد ہے۔ بالغ لڑکی کی اس کی اجازت کے بغیر شادی کرنا صحیح نہیں ہے۔ کسی کو حق نہیں ہے کہ کسی عورت کو شادی یا شوہر کے انتخاب سے متعلق مجبور کرے حتّی کی ماں، باپ، دادا اور بھائی بھی۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: لڑکی کنواری ہو یا کنواری نہ ہو اس کی شادی کے لئے اس کی اجازت ضروری ہے۔ بغیر اس کی اجازت کے شادی صحیح نہیں ہے۔[۲]

حضرت امام جعفر صادقؑ ایک ایسے مرد سے متعلق جو اپنی بہن کی شادی کا ارادہ رکھتا تھا فرمایا: خود عورت سے اجازت لینی چاہئے۔ لیکن اگر اس نے جواب میں خاموشی اختیار کی تو وہ اجازت شمار ہوگی۔ لیکن بہر صورت اس کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے۔[۳]

لڑکی باکرہ (کنواری) ہو یا باکرہ نہ ہو شادی سے متعلق اس کی اجازت ضروری ہے۔

---

[۱] سورہ نساء، آیت: ۳۲ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۲۱۴ [۳] وسائل، ج ۱۴ ص ۲۰۴

www.kitabmart.in

لیکن لڑکی کی شادی صحیح ہونے کے لئے کیا اس کی اجازت کے علاوہ باپ یادادا کی بھی اجازت ضروری ہے یا نہیں اس مسئلہ میں تفصیل ہے اور کہا ہے: اگر عورت باکرہ یعنی کنواری نہ ہوتو دوبارہ شادی کے لئے باپ یادادا کی اجازت ضروری نہیں ہے اور وہ خود مستقل طور پر اس سلسلہ میں فیصلہ کرسکتی ہے۔ احادیث میں بھی اس بات کی وضاحت ہوئی ہے:۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: غیر باکرہ عورت اپنے بارے میں دوسروں سے زیادہ اختیار رکھتی ہے، اگر پہلے شادی کر چکی ہے۔ تو دوسری شادی کے لئے جو اس کے شایان شان ہو جسے چاہے انتخاب کرسکتی ہے۔[۱]

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اگر عورت باکرہ نہ ہوتو بغیر باپ کی اجازت کے شادی کرسکتی ہے جب اس کام یعنی انتخاب میں کوئی مشکل نہ ہو۔[۲]

لیکن اگر کنواری لڑکی ہے تو اس کی شادی سے متعلق باپ اور دادا کی اجازت کو اکثر فقہاء شرط جانتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں بہت ساری احادیث پائی جاتی ہیں۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اگر کنواری لڑکی ہے اور باپ بھی ہے تو اس کی اجازت کے بغیر شادی نہ کرے۔[۳]

صرف یہی موقع ایسا ہے جہاں اپنی مرضی سے شوہر کا انتخاب نہیں کرسکتی۔

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۲۰۲ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۲۰۴ [۳] وسائل، ج ۱۴ ص ۲۰۵

www.kitabmart.in

لیکن محدودیت بھی لڑکی کے نقصان میں نہیں ہے۔ بلکہ اکثر اس کے حق میں ہوتی ہے۔اس لئے کہ کنواری لڑکی کا کوئی سابقہ نہیں ہے اور اس سلسلے میں تجربہ نہیں رکھتی، نیز شرم وحیا مانع ہوتی ہے کہ وہ اپنے منگیتر کے بارے میں مکمل تحقیق کرسکے اس کو ایک ہمدرد، اور مہربان باتجربہ مشاور کی ضرورت ہے جو اس کی صحیح راہنمائی کر سکے۔ اور اس سلسلہ میں باپ اور دادا بہترین افراد ہیں جو اپنی بیٹی کے اس مہم میں مدد کر سکیں۔

مشورہ اور باپ کی رضامندی حاصل کرنے کے علاوہ دوسرا بھی فائدہ ہے۔ اس طرح سے باپ کا احترام بھی باقی رہے گا اور اس کی مدد وخوشنودی حاصل ہو جائے گی۔ایسا امر رشتہ داری کو مضبوط بنانے ،لڑکی اور داماد کی آئندہ زندگی اور احتمالی مشکلات کے حل کے لئے جس کے واقع ہونے کا امکان ہے بلاشک خاص اہمیت اور اثر رکھتی ہے۔باپ کی اجازت حاصل کرنا لازم وضروری ہو اس سلسلہ میں دو مورد مستثنیٰ ہیں:

ایک، جہاں باپ یا دادا تک رسائی نہ ہو۔ دوسرے جب لڑکی کو شوہر کی ضرورت ہو، مناسب رشتے آتے تو ہیں لیکن باپ عیب نکالتا اور بہانہ بناتا ہے اور ردّ کر دیتا ہے۔ فقہاء ان دو موارد میں اجازت دیتے ہیں کہ باپ کی اجازت کے بغیر اپنی پسند اور ہم پلہ شخص سے شادی کر لے۔

چہارم

تحصیل علم کی آزادی: اگر عورت شوہر دار نہیں ہے تو وہ علم و دانش کے

www.kitabmart.in

لئے کوشش کرسکتی ہے اور کسی کو حق نہیں ہے کہ اسے تحصیل علم سے منع کرے۔ لیکن اگر شادی کر چکی ہے تو اسے شوہر اور اولاد کی رعایت کرنی چاہئے اور تحصیل علم کے جاری رکھنے میں شوہر سے مشورہ اور سمجھوتا کرے۔

پنجم

رہائش کی آزادی: اگر عورت شوہر دار نہیں ہے تو رہائش کے انتخاب میں مکمل آزاد ہے۔ لیکن اگر شوہر دار ہے تو پھر سکونت اور رہائش کے انتخاب میں شوہر کی تابع ہوگی۔ مکان کا فراہم کرنا شوہر کے ذمہ اور اختیار میں ہے۔ البتہ مکان اور جائے رہائش خاندانی اور مرد کی حیثیت کے مطابق ہو۔ مکان ایسا ہونا چاہئے کہ اہل وعیال کے سکون اور اطمینان خاطر کا باعث ہو اگر مشترک مکان ہو اور عورت کو اس میں سکون حاصل نہ ہو اور ذاتی گھر کا تقاضا کرے تو اگر مرد اس بات پر قادر ہے تو اس کی خواہش کا احترام کرے۔ اگر مکان چھوٹا یا رہنے میں زحمت ہو رہی ہے تو ایسی صورت میں عورت مکان کے بدلنے کا تقاضا کر رہی ہو اور مرد اس بات پر قادر ہو تو اسے اس کی خواہش کا احترام کرنا چاہیے۔

اس لئے کہ یہ سب اچھی معاشرت کے مصداق ہیں جن کا قرآن میں تذکرہ ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اپنی بیوی کے ساتھ احسان اور نیکی کرو اور حسن

www.kitabmart.in

معاشرت سے پیش آؤ۔[۱]

نیز ارشاد ہوتا ہے: اپنی عورتوں کو نقصان نہ پہنچاؤ اور ان پر تنگی نہ کرو۔[۲]

باوجودیکہ مکان کا انتخاب مرد کے ہاتھ میں ہے لیکن عورت عقد کے ضمن میں کسی خاص مکان کی شرط کرے یا اپنے اختیار سے انتخاب کرے۔ اور مرد اسے قبول بھی کرلے تو اس کا وظیفہ ہے کہ عورت کا اتباع کرے اور اگر خلاف ورزی کی تو گنہگار ہوگا۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

۱- کیا انسان آزادانہ طور پر زندگی گذار سکتا ہے؟ کیوں؟

۲- انسانی آزادی سے متعلق اسلام کا نظریہ کیا ہے؟

۳- کیا تکالیف شرعیہ کی محدودیت انسان کے ضرر میں ہے؟

۴- اسلام کا عورتوں کی آزادی سے متعلق کیا نظریہ ہے؟

۵- عورت انتخاب امر میں کن جہتوں کی رعایت کرے؟

۶- کیا اموال کے حصول کے بارے میں عورت کو حق حاصل ہے؟

۷- کیا اسلام میں عورت اپنی اجازت سے شادی کر سکتی ہے؟

---

[۱] سورہ نساء، آیت:۱۹ [۲] سورہ طلاق، آیت:۶

www.kitabmart.in

۸- کس صورت میں باپ یا دادا کی اجازت ضروری ہے؟

۹- کیا باپ کی اجازت لڑکی کے نقصان میں ہے؟

۱۰- کنواری لڑکی کس صورت میں بغیر باپ کی اجازت کے شادی کر سکتی ہے؟

۱۱- رہائشی مکان کا انتخاب کس کے ہاتھ میں ہے؟ عورت یا مرد؟

۱۲- کس صورت میں رہائشی مکان کا انتخاب عورت کے حق میں ہے؟

www.kitabmart.in

سبق ۳

عورت اور حجاب (پردہ)

حجاب لغت میں ڈھانکنے کو کہتے ہیں حجاب یعنی ایسا لباس جو عورت کے جسم کو ڈھانک لے۔ اسلام نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے جسم کو مکمل طور پر چھپائیں اور اجنبی مردوں کی نگاہ سے محفوظ رکھیں۔

حجاب کے وجوب کے لئے قرآن کی آیات اور احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے تین آیتوں کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے: اے پیغمبرؐ! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کریں، یہ ان کی عفت اور پاک دامنی کے لئے بہتر ہے۔ خدا ان کے کاموں سے آگاہ ہے اور مومنہ عورتوں سے کہو: اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کریں اور مقام زینت کو ظاہری مقام کے علاوہ آشکار نہ کریں۔ اور اپنا گریبان مقنعہ سے ڈھانکیں اور اپنی زینت کا شوہروں، آباء و اجداد، بھائی بھتیجوں بھانجوں، عورتوں، غلاموں اور ایسی خدمت گذار مردوں کے علاوہ جو عورتوں سے رغبت نہیں رکھتے اظہار نہ کریں۔

عورت پیر اس طرح زمین پر نہ رکھے کہ پوشیدہ زینتوں کا اظہار ہو جائے اے مومنین تم سب خدا کی بارگاہ میں توبہ کرو، شاید کامیاب ہو جاؤ۔[۱]

---

[۱] سورہ نور، آیت: ۳۰-۳۱

www.kitabmart.in

مذکورہ آیہ عورتوں کے پردہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس میں چند مسائل کا بیان ہے جس کے لئے شرح وتفصیل کی ضرورت ہے۔

آغاز میں مومن مرد اور عورت کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں مرد عورتوں سے اور عورتیں مردوں سے نگاہیں نہ لڑائیں۔

غض لغت میں نگاہ نیچی کرنے کے معنی میں ہے۔ غض بصر یعنی نگاہ کا نیچا رکھنا۔ کبھی انسان نگاہ تو کرتا ہے لیکن اس کا مقصد دیکھنا نہیں ہے کبھی لذت کے حصول کے لئے دیکھتا ہے تو اسے آنکھ لڑانا کہتے ہیں۔ نگاہ تلذذ اور ثانوی انسان کو فساد کی طرف لے جاتی ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن اگر لذت کا قصد نہ ہو تو پھر نگاہ کرنا حرام نہیں ہے، چونکہ معاشرتی اور اجتماعی زندگی کا لازمہ ہے۔

اس کے بعد مردوں اور عورتوں کو حکم ہوتا ہے کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ فروج فرج کی جمع ہے اور شرم گاہ کے معنی میں ہے۔ فرج کی حفاظت سے مراد اس کا ڈھانکنا ہے یا پاک دامنی اور عفت کی کوشش کرنا ہے، اور یہ کام نگاہیں نیچی کر کے اور حجاب کی رعایت سے ہوگا۔

اس کے بعد عورتوں سے فرماتا ہے: "وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا" زینت زیور اور آرائش کے اسباب کے معنی میں ہے۔ زینت کی دو قسمیں ہیں: ایک اس قسم کا زیور جو جسم سے جدا ہوتا ہے جیسے: گوشوارہ، گلوبند، انگوٹھی، مانگ ٹیکہ اور کنگن یا چوڑی۔ دوسری قسم کے زیورات وہ ہیں جو جسم سے جدا نہیں ہوتے جیسے

www.kitabmart.in

سرمہ، ناخن پالش، مہندی، ڈائی۔ آیہ میں دونوں زینتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اقسام زینت کو اجنبی مردوں سے محفوظ رکھیں اس طرح سے مردوں کی توجہ اور جنسی تحریک کو روکیں۔

اس کے بعد "اِلَّا مَاظَهَرَ مِنهَا" کے جملہ سے عورتوں کو اجازت دی گئی ہے کہ اپنی ظاہری زینت کو یعنی ہاتھ، انگوٹھی، چادر کا رنگ، مانتو اور جوتے کو نہ چھپائیں۔ چونکہ سماج میں زندگی بسر کرتی ہیں اور ان کے ذمہ کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں لہٰذا فطری طور پر اجنبی مردوں کی نگاہیں چہرہ اور ہاتھ پر پڑیں گی اور ان کا چھپانا ایک دشوار کام ہے لہٰذا انھیں اجازت دی گئی ہے کہ بغیر چھپائے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔

بعض احادیث میں ظاہری زینت کی یہی تفسیر کی ہے۔

قول خداوند متعال "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنهَا" کی تفسیر کے متعلق زرارہ امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ظاہری زینت، یعنی سرمہ اور انگوٹھی ہے۔[۱]

ابوبصیر کہتے ہیں میں امام جعفر صادقؑ سے قول خداوند متعال "وَلَا يُبدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنهَا" سے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: زینت ظاہری یعنی انگوٹھی اور دست بند۔[۲]

اس کے بعد حجاب کے متعلق فرماتے ہیں: "وَلْيَضرِبنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۴۶ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۴۶

www.kitabmart.in

جُیُوْبِھِنَّ" خمر خمار کی جمع ہے یعنی مقنعہ اور بڑی چادر (اسکارف) جیوب جیب کی جمع ہے یعنی گریبان۔

مورخین فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا کے زمانے میں عورتیں ایسا پیراہن پہنتی تھیں جس کا گریبان کھلا ہوتا تھا۔ اور سینے کا بعض حصہ دکھائی دیتا تھا اور ایسی ردا اوڑھتی تھیں جس کے دونوں کنارے شانے کے اوپر سے پشت پر ڈالے رہتی تھیں۔ جس کی وجہ سے کان، بالیاں، گردن اور سینہ کا بعض حصّہ دکھائی دیتا تھا۔ اسی لئے عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنی چادروں کو پیراہن کے کھلے ہوئے حصّہ پر ڈالے رہیں تاکہ کان، بالیاں، گردن اور سینہ کو ڈھانک لے۔

علّامہ طبرسی آیۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: خمر خمار کی جمع ہے۔ اس مقنعہ اور چادر کے معنی میں ہے جو گریبان، گردن پر ڈالی جاتی ہے۔ آیۃ میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے مقنعہ کو سینہ پر ڈالے رہیں تاکہ گردن چھپی رہے اس لئے کہ عورتیں پہلے مقنعہ کو پشت پر ڈالے رہتی تھیں جس کی وجہ سے سینہ دکھائی دیتا تھا۔[۱]

اسی آیۃ کے ذیل میں فرماتے ہیں: "وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِھِنَّ. [۲] کے ذریعہ عورتوں کی مکمل عفت اور اجتماعی مفاسد سے روک تھام کے لئے ان کو حکم دیا گیا ہے کہ راستہ چلتے وقت پیر پٹک کے نہ چلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے زیوروں کی آواز اجنبی مردوں کے کانوں تک پہنچ جائے اور ان کی

---

[۱] مجمع البیان، ج ۷ ص ۱۳۸ [۲] سورہ نور، آیت: ۳۱

www.kitabmart.in

جنسی خواہشات کی تحریک کا سبب بنے اور ایسی مشکلات پیش آجائے جو تمام مردوں (خصوصاً جوانوں) کی مصلحت کے خلاف ہو۔

مذکورہ آیۃ سے چند اہم اخلاقی اور اسلامی مطالب حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ اجنبی مرد اور عورتوں کو چاہئے کہ نگاہ لڑانے اور لذت کی نگاہ سے دیکھنے سے پرہیز کریں۔

۲۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنے پوشیدہ زیوروں کو اجنبی مردوں کے لئے ظاہر نہ کریں۔

۳۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنی چادر اور مقنعہ کو اس طرح سر پر ڈالے رہیں کہ کان، بالیاں، گردن اور سینہ مکمل طریقہ سے چھپا رہے۔

۴۔ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ عفت و پاکدامنی کی رعایت اور اخلاقی مفاد سے روک تھام کے لئے اپنے پیروں کو بھی زور سے زمین پر نہ پٹکیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے پیروں کی آواز مردوں کی خواہشات کے ابھرنے کا سبب بنے۔

۵۔ عورتوں کو اپنی ظاہری زینت اور زیوروں کا چھپانا واجب نہیں ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اے پیغمبرؐ! آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں۔ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے۔ اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی

www.kitabmart.in

اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔[۱]

قاموس میں جلباب کے معنی عورتوں کے کشادہ لباس کے ہیں جو تمام لباس کے اوپر پہنا جاتا ہے یا جو پورے بدن کو چھپا لیتا ہے اور مقنعہ کے معنی میں بھی ہے۔

راغب مفردات میں کہتے ہیں کہ جلباب لباس اور مقنعہ کے معنی میں ہے۔

المنجد میں بھی پیراہن یا کشادہ لباس کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اس بنا پر آیت کی تفسیر کے بارے میں اس طرح کہا جا سکتا ہے: عورتوں سے کہو: جلباب اور روپوش لباس معمولی قیمت کا خریدیں اور اسے اس طرح سے اوڑھیں کہ پورا جسم منجملہ سینہ اور گردن کے اطراف چھپ جائیں اور نامحرموں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں۔ اگر ایسا کریں گی تو پاک دامنی سے معروف ہوں گی اور اجنبی مردوں کی نگاہ بھی نہیں پڑے گی اور مزاحمت کا بھی شکار نہیں ہوں گی۔

آیت سے استفادہ ہوتا ہے کہ سنجیدگی اور وقار نیز ڈھکی چھپی اور نہایت سادگی کے ساتھ گھر سے باہر نکلیں اور اس طرح سے اخلاقی اور سماجی برائیوں کی روک تھام کریں۔ ایسی روش عورتوں کے حق میں نیز مردوں اور جوانوں کے حق میں ہے۔

دوسری آیت

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اے پیغمبرؐ کی بیویاں! تم لوگ دیگر عورتوں کی

---

[۱] سورۂ احزاب، آیت: ۵۹

www.kitabmart.in

طرح نہیں ہو خدا سے ڈرو۔ ناز وادا سے باتیں نہ کرو تا کہ جس کے دل میں بیماری ہے ہوس میں مبتلا نہ ہو، بلکہ عادی طور پر باتیں کرو۔ اور اپنے گھروں میں رہو، جاہلیت کی عورتوں کی طرح اپنی زینت اور آرائش کو ظاہر نہ کرو۔[۱]

مذکورہ بالا آیات میں عورتوں کو تین حکم دیئے گئے ہیں:

۱۔ بات کرتے وقت اپنی آواز میں نزاکت اور لچک پیدا نہ کریں، اس لئے کہ لچک دار آواز ممکن ہے ناپاک مردوں کے لئے جنسی شہوات کی تحریک کا باعث بنے۔

۲۔ خانہ نشین اور گھر میں رہیں۔

۳۔ جاہلیت کی عورتوں کی طرح، بغیر نقاب اور خود نمائی کی غرض سے اجنبی مردوں کے سامنے نہ جائیں اگر چہ آیت میں پیغمبرؐ کی بیویوں سے متعلق حکم ہے لیکن یہ حکم تمام عورتوں کے لئے ہے۔

خاتمہ میں اس بات کی طرف یادآوری ضروری ہے "قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ" سے مراد یہ نہیں ہے کہ پیغمبرؐ کی بیویاں یا دیگر عورتیں خانہ نشین ہو جائیں اور بالکل گھر سے باہر نہ نکلیں۔ اس لئے کہ جیسا پہلے بھی گذر چکا ہے عورت سماج کا ایک عضو ہے اور اس کی گردن پر ذمہ داریاں ہیں جس کا لازمہ گھر سے باہر نکلنا ہے۔ رسولؐ خدا کے زمانہ میں عورتیں گھر سے باہر نکلتی تھیں اور مساجد میں حاضر ہوتی تھیں۔ پیغمبرؐ کی باتیں

---

[۱] سورہ احزاب، آیت: ۳۲۔ ۳۳

www.kitabmart.in

سنتیں اور دینی مسائل پوچھتی تھیں۔ بہت ساری عورتیں راوی حدیث ہیں۔ کچھ راویوں نے عورتوں سے حدیث نقل کی ہے۔ جنگوں میں شریک ہوئیں، زخمیوں کی تیمارداری اور معالجہ میں مشغول رہی ہیں۔ حتیٰ کہ رسولؐ خدا کی بیویاں بھی جنگوں میں شریک ہوتی تھیں، لیکن جنگ کی اجازت نہیں تھی۔

پیغمبرؐ اور اصحاب کی یہ سیرت نہیں تھی کہ اپنی عورتوں کو گھروں میں محصور رکھیں۔ نیز آیت کا مقصود بھی یہ نہیں ہے بلکہ "قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ" سے مراد یہ ہے کہ خواتین اپنے گھر اور زندگی سے دل لگائیں اور اسے اپنی اصلی جگہ قرار دیں اور گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی تربیت اور شوہر کے حقوق کی رعایت کریں اور اپنے آپ کو اس کا ذمہ دار تصور کریں۔ آوارہ، سڑکوں پر ٹہلنے والی آزاد مزاج نہ ہوں۔

محارم

عورتوں کے مقابلہ میں دو طرح کے مرد ہیں: محرم اور نامحرم۔ جو کچھ عورتوں کے حجاب کے بارے میں کہا گیا ہے وہ نامحرم مردوں سے متعلق ہے۔ لیکن محرم مردوں سے حجاب اور پردہ واجب نہیں ہے۔ محرم مرد درج ذیل ہیں:

۱- باپ دادا اور جتنا اوپر چلے جائیں۔

۲- بھائی بھتیجے اور جتنا نیچے تک چلے جائیں۔

۳- بھانجے، ان کی اولاد جتنا نیچے تک چلی جائیں۔

www.kitabmart.in

۴- نانا پرنانا اور اس کے اوپر۔

۵- چچا، چچا کا چچا اور اس کے اوپر۔

۶- ماموں، ماموں کا ماموں اس کے اوپر۔

۷- شوہر اور اسکا باپ اور اوپر کا طبقہ۔

۸- شوہر کے ماں باپ اور اس کے اوپر کا طبقہ۔

۹- شوہر کا بیٹا اور اس کی اولاد جتنی نیچے تک چلی جائے۔

۱۰- اولاد اور اس کی اولاد۔

۱۱- بیٹی اور اس کی اولاد۔

۱۲- داماد، داماد کا داماد۔

مذکورہ افراد محرم ہوتے ہیں، یہ ایک دوسرے کے جسم کی طرف نگاہ کر سکتے ہیں اور ان پر حجاب کی رعایت واجب نہیں ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان کی نظر لذت کے عنوان سے نہ ہو۔ ورنہ محارم اور غیر بالغ بچے بھی نظر نہیں کر سکتے بلکہ اگر لذت کے حصول کے لئے ہو تو عورت عورت کی طرف اور مرد مرد کی طرف بھی نظر نہیں کر سکتا۔

www.kitabmart.in

غور کیجئے اور جواب دیجئے

۱- قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا اَبْصَارَهُمْ کا کیا مطلب ہے؟

۲- عورتیں کون سی زینت کا مردوں کے لئے اظہار نہ کریں؟

۳- کن زینتوں کو چھپانا واجب نہیں ہے؟

۴- جملہ "وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ" کی تفسیر کیجئے؟

۵- کیوں عورتیں زمین پر قدم زور سے نہ رکھیں؟

۶- عورتوں کا مقنعہ (دوپٹہ) کیسا ہونا چاہئے؟

۷- سورۂ نور کی آیت سے کتنی باتوں کا استفادہ ہوتا ہے؟

۸- جلباب کے کیا معنی ہیں اور اسے کس طرح پہننا چاہئے؟

۹- جملہ "یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ" کا کیا مطلب ہے؟

۱۰- جملہ "ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ لَّایُعْرِفْنَ" کا کیا مطلب ہے؟

۱۱- مسلمان عورت گھر سے کس طرح باہر نکلے؟

۱۲- سورۂ احزاب کی آیتوں (یا نساء النبی) سے کتنی باتوں کا استفادہ ہوتا ہے؟

۱۳- محارم کو بیان کیجئے؟

www.kitabmart.in

سبق ۴

حجاب کے حدود

اسلام کے مسلّم اور قطعی احکام میں حجاب کا وجوب بھی ہے جس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، عورتوں کا فریضہ ہے کہ اجنبی مردوں سے اپنے جسم کو چھپائیں چاہے چادر سے ہو یا نقاب یا عبا یا لباس یا دوپٹہ اور مقنعہ سے بلکہ ہر وہ چیز جو پورے جسم کو چھپالے کیونکہ کسی خاص نقاب یا لباس کے وجوب پر دلیل نہیں ہے۔

اصل حجاب کے وجوب میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن چہرہ اور دونوں گٹوں کے چھپانے کے واجب ہونے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض فقہاء ان کے چھپانے کو بھی واجب جانتے ہیں یا احتیاط کے قائل ہیں۔ لیکن اکثر فقہاء ان کے چھپانے کو واجب نہیں کہتے۔ واجب نہ ہونے کے اثبات پر چند دلیل پیش کرتے ہیں:

پہلی دلیل:

وہ احادیث جو براہ راست چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے چھپانے کی نفی کرتی ہیں۔ جیسے:

مسعدہ بن زیاد کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا کہ آپ نے عورتوں کی ظاہری زینت کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد چہرہ اور دونوں

www.kitabmart.in

ہاتھ ہیں۔[۱]

حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس چیز کے جواب میں کہ نامحرم مرد، عورت کے کس عضو پر نگاہ کرسکتا ہے فرمایا: چہرہ، دونوں ہاتھ اور پاؤں۔[۲]

علیؑ بن جعفرؑ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی موسیؑ بن جعفرؑ سے پوچھا مرد، نامحرم عورت کے کس حصہ پر نگاہ ڈال سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: چہرہ، ہاتھ اور کلائی۔[۳]

علی بن سوید کہتے ہیں: میں نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے عرض کیا: میں خوبصورت عورت کو دیکھنے میں مبتلا ہوں اور چاہتا ہوں کہ دیکھتا رہوں تو میں کیا کروں؟

امامؑ نے کہا: جب تک خیانت کا قصد نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے لیکن خیال رہے کہ زنا میں مبتلا نہ ہونا کہ برکت ختم ہو جاتی ہے اور دین برباد ہو جائے گا۔[۴]

مفضل کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ ہمیں ان عورتوں سے متعلق بتایئے جو کچھ نامحرم مردوں کے ہمراہ بغیر کسی عورت کے سفر کرتی ہیں، لیکن اُس سفر میں مر جاتی ہیں؟ کیا کرنا چاہئے امامؑ نے کہا مقامات تیمم پر غسل دیا جائے گا لیکن ہاتھ نہیں لگے گا۔ اور جس کے

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۴۶ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۴۶

[۳] تفسیر نور الثقلین، ج ۳ ص ۵۹۰ [۴] تفسیر نور الثقلین، ج ۳ ص ۵۹۰

www.kitabmart.in

چھپانے کا خدا نے حکم دیا ہے اسے ظاہر نہیں کریں گے۔ مفضل نے عرض کیا: پھر ان کے جسم کے ساتھ کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاتھ کی ہتھیلی کو غسل دیں گے، اس کے بعد چہرہ پھر ہاتھوں کے ظاہری حصہ کو غسل دیں گے۔[۱]

دوسری دلیل:

وہ احادیث جو چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے چھپانے کی صراحت نہیں کرتیں لیکن بلاواسطہ دلالت کرتی ہیں کہ ان کا چھپانا واجب نہیں ہے جیسے:

محمد بن ابی نصر کہتے ہیں: میں نے امام رضاؑ سے سوال کیا کہ کیا مرد اپنی سالی کے بال کی طرف نظر کرسکتا ہے؟

امامؑ نے کہا: نہیں ہاں اگر سالی انتہائی بوڑھی ہوتو کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا سالی اور دیگر عورتیں برابر ہیں؟ آپ نے کہا: ہاں، عرض کیا کہ پھر بوڑھی عورت کے کس حصہ کو دیکھا جاسکتا ہے؟ آپؑ نے جواب دیا: بال اور ہاتھوں کو۔[۲]

اس روایت میں راوی سالی کے بال کی طرف نگاہ کرنے کے بارے میں سوال کرتا ہے چہرہ سے متعلق نہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ: چہرہ کا دیکھنا بطور مسلم جائز ہے ورنہ اولویت کے عنوان سے اس کے بارے میں سوال کرتا اور اسی طرح امامؑ کا جواب بوڑھی عورت کی طرف نگاہ کے جواز میں ہے اور ان عورتوں کی صورت کا

---

[۱] وسائل، ج۲ص ۷۰۱[۲] وسائل، ج۱۴ص ۱۴۴

www.kitabmart.in

اضافہ نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ، چہرہ کا دیکھنا جائز اور واضح امر ہے ورنہ اس کا بھی اضافہ کرنا چاہیے۔

امام رضاؑ نے فرمایا: لڑکے کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے پر آمادہ کیا جائے گا جب کہ عورت اس کے محتلم ہونے سے پہلے اس سے اپنے بالوں کو نہ چھپاتی ہو۔[۱]

عبدالرحمن کہتے ہیں: میں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے نابالغ لڑکی کے بارے میں سوال کیا: کس وقت وہ نامحرم سے پردہ کرے؟ اور کس وقت نماز کے لئے اپنے سر پر دوپٹہ اوڑھے؟ جواب دیا: اُس وقت جب خون حیض دیکھنے سے اُس پر نماز حرام ہو جاتی ہے۔[۲]

ان دو حدیث میں بھی سر اور بال ڈھانکنے کی بات ہے کیونکہ اس کو بلوغ کی علامت سمجھی گئی ہے لیکن صورت کا ڈھانکنا واجب ہو اس کی کوئی بات نہیں ہے، اگر صورت کا چھپانا بھی واجب ہوتا تو اولویت کے ساتھ سوال ہوتا یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت کا ڈھانکنا عورت پر واجب نہیں ہے۔

تیسری دلیل:

جیسا کہ پہلے بھی معلوم ہو چکا ہے کہ "وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" سے استنباط کیا جا سکتا ہے کہ صورت اور ہاتھوں کا چھپانا واجب نہیں ہے۔اس

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۹۹ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۶۹

www.kitabmart.in

لئے کہ احادیث میں سرمہ لگانے اور انگوٹھی پہننے کو "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کا مصداق شمار کیا گیا ہے جس کا ڈھانکنا واجب نہیں ہے، اس لحاظ سے صورت اور دونوں ہاتھ کہ یہ دونوں زینت کے مقام ہیں کو بھی چھپانا واجب نہیں ہونا چاہیئے۔

جملہ "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ" جو اسی سورۂ نور کی تیسویں آیت میں مذکور ہے صورت کے نہ ڈھانکنے ہی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ مکمل حجاب کے لئے اپنا دوپٹہ یا مقنعہ یا اسکارف گریبان پر ڈالیں تاکہ سینہ اور گردن کے اطراف بھی چھپ جائیں لیکن صورت کے چھپانے کا کوئی حکم نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ چھپانا واجب نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مسعدہ بن صدقہ کی حدیث میں بھی اسی موضوع کی طرف اشارہ ہوا اور "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کا مصداق چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو قرار دیا گیا ہے۔

چوتھی دلیل:

بعض احادیث اور تاریخی ثبوت سے استفادہ ہوتا ہے کہ رسول خداؐ کے زمانہ میں عورتوں کی یہ رسم نہیں تھی کہ وہ اپنے چہروں کو چھپائیں بلکہ کھلے چہرہ کے ساتھ مجمع اور بازار و کوچہ میں آتی جاتی تھیں۔ مردوں کی نگاہیں ان پر پڑتی تھیں، اور ایک دوسرے سے باتیں اور معاملہ کرتی تھیں، پیغمبرؐ سے حدیث سن کر مردوں سے نقل کرتی تھیں راویان حدیث مردوں کے درمیان سینکڑوں عورتیں بھی ہیں۔ حتیٰ کہ پیغمبرؐ کی بیویاں اور بیٹیاں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھیں۔ عائشہ ام سلمیٰ، حفصہ اور فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) سے سینکڑوں حدیثیں منقول ہیں۔ جس کا لازمہ عورتوں

www.kitabmart.in

کی صورت کا دیکھنا اور ان کی آواز سننا ہے۔ لیکن رسولؐ خدا نے نہ عورتوں کو چہرہ ڈھانکنے کا حکم دیا، اور نہ ہی مردوں کو ان کا چہرہ دیکھنے اور آواز سننے سے منع کیا۔ ہاں اگر لذت کے عنوان سے ایسا ہو تو یقیناً منع کیا، نمونہ کے طور پر درج ذیل داستان ملاحظہ ہو:

جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں: ایک دن رسولؐ خدا جناب فاطمہؑ سے ملاقات کرنے گئے اور میں بھی آنحضرتؐ کے ہمراہ تھا۔ جب فاطمہؑ کے دروازہ پر پہنچے تو دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: السلام علیکم، فاطمہؑ گھر کے اندر سے جواب میں فرماتی ہیں علیک السلام یا رسول اللہ۔ پیغمبرؐ نے کہا: گھر میں آجاؤں؟ فاطمہؑ نے کہا: تشریف لایئے۔ رسولؐ خدا نے کہا اپنے ساتھی سمیت آجاؤں؟ فاطمہؑ نے کہا: یارسولؐ اللہ سر پر دوپٹہ نہیں ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا: چادر کا اضافی حصہ سر پر ڈال لو۔ فاطمہؑ نے ایسا کیا۔ اس کے بعد رسولؐ خدا نے کہا: السلام علیکم، فاطمہؑ نے جواب دیا، پھر فرمایا: میں اپنے ساتھی کے ساتھ داخل ہوتا ہوں۔ فاطمہؑ نے کہا: تشریف لایئے۔

جابر کہتے ہیں: رسولؐ خدا گھر میں داخل ہوئے اور ان کے ساتھ میں بھی داخل ہو گیا۔ میری نگاہ فاطمہؑ کے چہرہ پر پڑی آپ کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد تھا۔ رسولؐ خدا نے کہا: بیٹی تمہارا چہرہ اتنا زرد کیوں ہے؟ جواب دیا: بھوک کی شدت سے۔ پیغمبرؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا اور کہا: اے وہ خدا جو بھوکوں کو سیراب کرتا ہے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ کو شکم سیر کر۔ جابر کہتے ہیں: خدا کی قسم رسولؐ اکرم کی دعا کے بعد

www.kitabmart.in

جو فاطمہؑ کے چہرہ کو دیکھا تو وہ خون کی سرخی سے لبریز اور چہرہ کا رنگ سرخ تھا۔ اور اس کے بعد کبھی بھوک کا احساس نہیں ہوا۔[۱]

مذکورہ بالا داستان سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کا چہرہ اتنا ہی کھلا ہوا تھا کہ ابتدا میں زردی اور دعا کے بعد سرخی کا مشاہدہ کیا۔

سعد اسکاف نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے: انصار کا ایک جوان مدینہ کی گلی میں کسی عورت سے رو برو ہوا۔ اُس وقت خواتین دوپٹہ پشت کی طرف لٹکاتی تھیں۔ انصاری جوان نے اس پر نگاہ کی اور گذر گیا، اس کے بعد اسی جوان نے پیچھے کی طرف سے عورت کو دیکھا۔ اور سر دیوار میں آونیراں شیشہ یا ہڈی سے ٹکرا گیا چہرہ زخمی ہو گیا اور خون سینہ اور لباس پر بہنے لگا۔ اس جوان نے کہا: خدا کی قسم اس عورت کی شکایت رسولؐ خدا سے ضرور کروں گا۔

جب رسولؐ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے پوچھا کیسے اس طرح خون آلود ہو گئے ہو؟ جوان نے تمام قصہ رسولؐ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ پھر اس وقت جبرئیل یہ آیت: "قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذَالِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ"[۲] لیکر نازل ہوئے۔

مذکورہ بالا حدیث میں موجودہ داستان سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ عورتیں رسولؐ خدا کی زمانے میں چہرہ نہیں چھپاتی تھیں بلکہ دوپٹہ کا دونوں سرا پیچھے کی طرف

---

[۱] نور الثقلین، ج ۳ ص ۵۸۷ [۲] نور الثقلین، ج ۳ ص ۵۸۸

www.kitabmart.in

لٹکاتی تھیں، جس کے نتیجہ میں کان، بالیاں اور گردن کے اطراف اور سینہ نمایاں رہتا تھا، اسی وجہ سے انصاری جوان کا حادثہ رونما ہوا اور اس کی شکایت رسولؐ تک پہنچی جس کے بعد آیہ حجاب نازل ہوئی اور عورتوں کو حکم دیا گیا کہ مقنعہ کے دونوں کناروں کو گریبان پر ڈالے رہیں تا کہ کان بالیاں، گردن کے اطراف اور سینہ چھپا رہے۔ لیکن قابل توجہ بات یہ ہے کہ چہرہ چھپانے کے بارے میں حکم نہیں آیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب نہیں ہے۔ لیکن اخلاقی اور سماجی برائی کی روک تھام کرنے اور انصاری جوان کے جیسے حادثہ کی تکرار نہ ہونے کے لئے مردوں اور عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی آنکھیں بند رکھیں اور آنکھ نہ لڑائیں اور حصول لذت نہ کریں۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

۱- کیا عورتوں پر چہروں کا چھپانا واجب ہے؟

۲- چہروں کا چھپانا واجب نہیں ہے اس پر کیا دلیل ہے؟

۳- جملہ "وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا" سے کیسے استفادہ ہوتا ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کا چھپانا واجب نہیں ہے؟

۴- جملہ "وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلیٰ جُیُوْبِھِنَّ" سے کیسے استفادہ ہوتا ہے کہ چہرہ کا چھپانا واجب نہیں ہے؟

www.kitabmart.in

۵- جابر کی حدیث جو حضرت فاطمہؑ سے ملاقات سے متعلق ہے سے کیا استفادہ کرتے ہیں؟

۶- انصاری جوان کے حادثہ سے کیا استفادہ کرتے ہیں؟

www.kitabmart.in

سبق ۵

فلسفۂ حجاب

اگر چہ خواتین پر پردہ کا حکم اسلام کا مسلم امر ہے، لیکن ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے جو جواب طلب ہے، سوال یہ ہے کہ حجاب کا فلسفہ کیا ہے؟ کیوں اسلام نے پردے کا قانون بنا کر خواتین سے آزادی سلب کر لی ہے؟ کیا یہ ظلم نہیں ہے؟

اختصار سے اس کا جواب دیا جائے گا کہ حجاب کا قانون اسلام میں گھریلو بنیادوں کو مستحکم کرنا اور جنسی شہوات سے مانع ہونا اور اس کے پیدا ہونے والے غلط اثرات کی روک تھام کے لئے ہے، سماج میں امن و سلامتی کا قیام، ماحول کی پاکیزگی میں مدد کرنا اور اخلاقی برائیوں میں کمی لانا ہے اور اتنی محدودیت خواتین کے نقصان میں نہیں ہے بلکہ ان کے اور ان کی اولاد اور شوہر نیز پورے سماج کے نفع میں ہے۔

مطلب کی مزید وضاحت کے لئے پہلے چند نکتہ مقدمہ کے عنوان سے بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ مرد اور عورت دونوں ہی سماج کے دو اہم رکن ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی انفرادی زندگی کافی حد تک ماحول کی سلامتی اور اس کی پاکیزگی سے وابستہ ہے، اس کی ذمہ داری انھیں کے سر ہے لہٰذا اس سلسلے میں مشترکہ طور پر ایک دوسرے کی مدد کریں۔

www.kitabmart.in

۲۔ عورت ایک لطیف اور نازک شئی ہے جس کے یہاں مرد کی کشش کا سامان پایا جاتا ہے۔ فطری طور پر آرائش اور زینت، حسن و جمال اور خودنمائی اور دلبری کی خواہشمند ہوتی ہے، خوبصورتی اور دلبری اور مردوں کے دل کو قابو میں کرتی ہے۔ لیکن مرد ایک طالب اور رنگین مزاج، قوت جنسی کے مقابل ناتواں اور کمزور مخلوق ہے جس کے یہاں جنسی قوت فوراً متحرک ہو جاتی ہے اور کنٹرول کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے اور جب یہ طغیانی اور سرکشی ابھر جاتی ہے تو عقل و دین قانون اور حکم سب اس کی روک تھام کرنے سے عاجز آجاتے ہیں۔

عورت کی تمام چیزیں مرد کے لئے بالخصوص جوانوں کے لئے متحرک کرنے والی ہوتی ہیں: اس کی سجاوٹ خوبصورت لباس اس کی نرم و نازک آوازیں، اس کی ناز و ادا، دل لگی و دلبری، اس کے جسم، حتی بال، بدن کی حرارت وغیرہ اس کی خواہشات کو ابھار سکتی ہیں۔

۳۔ سماج میں بہت سارے مرد اور جوان پائے جاتے ہیں جن کا فقر، بیکاری اور کم آمدنی، یا تعلیم کے جاری رہنے یا فوجی خدمت کی انجام دہی یا کسی اور دلیل اور علت کی بنا پر شادی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ایسے افراد کی بھی تعداد کم نہیں ہے اور جوانی کے بحران جنسی قوت کے طوفان میں ہوتے ہیں ایسے افراد کی افسوس ناک حالت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اس لئے کہ انھیں ماں باپ کی اولاد اور اسی سماج کی فرد ہیں۔

www.kitabmart.in

مذکورہ مطالب پر توجہ کرتے ہوئے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ: خواتین کی مصلحت کس چیز میں ہے؟ کیا بے قید و بند اور حجاب سے متعلق مطلق آزادی ہے؟ حجاب و پردہ کی رعایت اور کچھ محدودیت کا تحمل ہے؟ اس کا صحیح جواب پانے کے لئے دو فرضی اجتماع کی تحقیق کریں اور ہر ایک کی اچھائیوں اور برائیوں کا مقایسہ کریں۔

پہلا اجتماع: اس اجتماع میں عورتیں حجاب اور مردوں کے ساتھ معاشرت کے لحاظ سے مکمل آزاد ہیں اور طبیعی میلان کی تکمیل کے لئے خودنمائی، زیبائش سے آراستہ نیم عریاں خوبصورت اور رنگارنگ لباس اور نئے گوناگون فیشن کے ساتھ گھر سے باہر نکلتی کوچہ و بازار، سڑک، ادارہ، دکانوں، یونیورسٹیوں، کالجوں، مجالس اور محافل میں مکمل آزادی کے ساتھ اجنبی مردوں سے گفتگو کرتی ہیں۔

اپنے نیم عریاں اور خوبصورت جسم اور ناز و ادا کے ساتھ اجنبی مردوں سے دل لگی کرتی ہیں۔ اور جہاں جاتی ہیں ایک دل آویز قافلہ ہمراہ لے جاتی ہیں۔ اگر شوہر نہیں ہوتا تو کامل آزادی کے ساتھ گئی رات تک سنیما اور کلب (Club) اور رقص و سرور کی محفلوں، پارکوں، سڑکوں پر ماری ماری پھرتی ہیں اور اگر شوہر ہوا اور اُن کا دل بھی چاہا تو اُن کے ہمراہ ورنہ تنہا آزادی کے بہانہ سے جہاں چاہتی ہیں وہاں جاتی ہیں۔ ایسے اجتماع اور سماج میں لڑکے اور لڑکیاں آزادی کے بہانہ معاشرت اور دوستی حتیٰ جنسی تعلقات میں آزاد ہوتے ہیں۔

ایسے سماج میں مرد بھی اجنبی عورتوں کے ساتھ معاشرت کرنے میں آزاد

www.kitabmart.in

ہوتے ہیں۔اور جس عورت کو چاہتے ہیں اس سے روابط بناتے رہتے ہیں۔ساتھ ساتھ سینما، کلب، رقص وسرور کی محفلوں، پارک، سڑکوں پر ٹہلتے ہوئے فتنہ وفساد کے مرکزوں میں جاتے اور عیش ونوش کی محفل سجاتے ہیں۔

ایسے سماج کی عورتیں اگر چہ بے مہار اور بے پردہ ہوتی ہیں اور گھر سے باہر نکلنے اور اجنبی مردوں سے جنسی روابط اور معاشرت کرنے میں مکمل آزاد ہوتی ہیں لیکن یہ آزادیاں درج ذیل نتائج کی حامل ہوتی ہیں۔

گھر کی مقدس بنیاد متزلزل عورت ومرد کا گھر اور اہل وعیال سے دوری زن وشوہر کی بدگمانی اور ایک دوسرے کا تجسس پولیس کی طرح کشمکش اور گھریلو اختلاف، ناجائز بے سرپرست آوارہ بچوں کی زیادتی، روحانی اور ذھنی بیماریوں کی زیادتی، خود کشی، بے شوہر لڑکیوں کی کثرت اور بغیر بیوی کے لڑکے، شادی کے سن میں تاخیر، لڑکوں اور لڑکیوں کا گھریلو زندگی کی بنیاد سے بے رغبتی جوانوں کا اخلاقی برائیوں کو اہمیت دینا اور جنسی انحراف طلاق اور جدائی کی تعداد میں کثرت ایسے مرد اور عورت کی تعداد میں اضافہ جو تنہا زندگی گذارنا چاہتے ہیں۔

آپ ایسے بکھرے ہوئے سماج کے نمونہ مغربی ممالک میں دیکھ سکتے ہیں۔

کیا ایسا معاشرہ اور سماج مردوں عورتوں اور جوانوں کے حق میں ہے؟ اگر وقتی احساسات اور جذبات کو کنارے کر دیجئے اور غور وفکر کیجئے تو یقیناً آپ کا جواب منفی ہوگا۔

www.kitabmart.in

دوسرا اجتماع: ایسے اجتماع میں عورتیں میدان زندگی میں سرگرم عمل ہیں۔امکان اور تناسب کی رعایت کرتے ہوئے ایسا کام اپناتی اور وظیفہ انجام دیتی ہیں یونیورسٹی، کالج، تحقیقی مراکز، اسپتالوں، کلینکوں، آزمائش گاہوں اور قانون گذاری کی نشستوں، وزارت خانوں اور دیگر اہم امور میں عورتیں مردوں کی طرح فعال (Active) ہیں لیکن پردہ کی بھرپور رعایت کرتی ہیں۔چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ سارے بدن کو چھپائے رہتی ہیں۔معاشرہ میں آنے یا ڈیوٹی (Duty) میں جانے کے لئے آرایش اور سنگھار نہیں کرتیں۔ڈھکی چھپی سادہ اور معمولی انداز میں گھر سے باہر آتی ہیں۔زینت اور آرایش کو گھر اور شوہر سے مخصوص کردیتی ہیں۔

اس حد تک محدودیت کو برضا ورغبت ایثار وفداکاری کے عنوان سے قبول کرتی ہیں تا کہ سماج فتنہ وفساد سے محفوظ رہے۔ایسا ان جوانوں اور مردوں کی رعایت کے لئے کرتی ہیں جو شادی کی صلاحیت نہیں رکھتے۔پردہ کی رعایت کرتی ہیں تا کہ اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے اور اگر پڑ گئی تو وہ اپنی بیویوں کے تصور میں پژمردہ نہ ہوں اور بہانہ بنا کر گھر کے ہنستے کھیلتے ماحول کی کشمکش لڑائی جھگڑے میں نہ بدل دیں۔

اتنی محدودیت کی قائل ہیں تا کہ جوان لڑکے اور لڑکی جو انھیں خواتین کی اولاد میں فساد و تباہی، جنسی بے راہ روی اور اعصاب کی کمزوری سے محفوظ ہیں اور مناسب موقع سے ان کے شادی اور خاندان کی تشکیل کا انتظام کیا جائے اتنی محدودیت کی قائل ہوتی ہیں تا کہ گھریلو زندگی میں مضبوطی آئے اور طلاق، تنہائی کی

www.kitabmart.in

زندگی اور بچوں کی بے سرپرستی اور پریشانی کا علاج کرسکیں۔

غالباً اس سماج میں خاندانی سرگرمی اور میاں بیوی کے روابط یقیناً بہتر ہوتے ہیں اور اختلافات کم ہوتے ہیں۔ اخلاقی برائی اور جنسی بے راہ روی جوانوں کے درمیان کم ہے۔ جوانوں کے درمیان ایسے مقدس خاندان کی تشکیل اور شادی کا خیال رکھتے ہیں۔ طلاق کی تعداد اور غیر شادی شدہ مرد اور عورت کی تعداد بہت کم ہے۔ بے سرپرست اور آوارہ بچے کم ہوتے ہیں۔

اس سماج میں ماں باپ اخلاقی برائی اور جنسی بے راہ روی، ذھنی بیماری سے اپنی جوان نسل کو بہتر پاتے ہیں۔

کیا ایسی زندگی خواتین کے حق میں ہے یا پہلا والا اجتماع؟ ہر عقل مند انسان دوسرے اجتماع کو پہلے کے مقابل بہتر سمجھے گا۔

اسلام بھی دوسرے اجتماع کی زندگی کو بہتر سمجھتا ہے۔ اسی لئے اُس نے پردہ کی ترویج کی اور خواتین سے حجاب کا مطالبہ کیا، نیز زیورات اور آرائش کے لئے حکم دیا کہ اجنبی مردوں کے لئے ایسا نہ کریں۔[۱]

پیغمبرؐ نے خواتین کو شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں کے لئے زینت کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا: جو کسی غیر کے لئے زینت کرے گا خداوند عالم اسے آتش جہنم میں جھونک دے گا۔[۲]

---

[۱] سورہ نور، آیت: ۳۱ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۵۴

www.kitabmart.in

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: عورت گھر سے باہر نکلتے وقت خوشبو نہ لگائے۔[۱]

نیز فرمایا: عورت کسی نامحرم مرد سے مصافحہ نہ کرے اور اگر کرے تو کپڑے کے اوپر سے۔[۲]

اسلام نے سماج کی پاکیزگی کے لئے صرف عورتوں کے لئے حجاب کے قانون پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ مردوں کو بھی حکم دیا کہ وہ آنکھ نہ لڑائے اور اپنی نگاہوں کو نامحرم عورتوں کو دیکھنے سے بچائے رکھے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: مومن مردوں سے کہو: اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اس لئے کہ یہ چیز ان کی پاکیزگی میں معاون ثابت ہوتی ہے، اور وہ جو کچھ کرتے ہیں خدا آگاہ ہے۔[۳]

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: نامحرم کی طرف نظر کرنا شیطان کا زہر آلود تیر ہے، چنانچہ بہت ساری نگاہیں ہیں جو طولانی حسرت کی حامل ہوتی ہیں۔[۴]

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: نامحرم کی طرف نظر اٹھانا شیطان کا زہر آلود تیر ہے، جو اس کو خدا کے لئے ترک کرے گا وہ امن وایمان کی لذت سے بہرہ مند ہوگا۔[۵]

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: تکرار نظر دل میں شہوت کی پرورش کرتی ہے،

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۶۳ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۶۳ [۳] سورہ نور، آیت: ۳۰

[۴] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۳۸ [۵] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۳۹

www.kitabmart.in

اور اس کے بعد انجام دینے والے کے فتنہ وفساد میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔[۱]

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جس کی نظر کسی نامحرم پر پڑے تو وہ اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائے یا بند کر لے تو خدا اس کو اس کے عوض بہشت میں حورالعین عطا کرے گا۔[۲]

رسولؐ خدا نے فرمایا: جو کسی نامحرم عورت سے مصافحہ کرے خداوند عالم اسے دستہ بستہ آتش جہنم میں جھونک دے گا۔[۳]

رسولؐ خدا نے فرمایا: کسی اجنبی عورت سے اگر کوئی شوخی اور مذاق کرے خداوند عالم ہر کلمہ کے عوض روز قیامت اسے ایک ہزار سال محبوس کرے گا۔[۴]

امیر المومنینؑ نے فرمایا: کسی مرد کو اجنبی عورت سے تنہائی میں گفتگو نہیں کرنا چاہئے، کہ اگر اس نے تنہائی اختیار کی تو تیسری فرد شیطان ہوگا۔[۵]

امام موسیٰ بن جعفرؑ اپنے آباء واجداد سے نقل کرتے ہوئے رسول خداؐ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو کوئی خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے کسی ایسی تنہائی کی جگہ نہیں سونا چاہئے جہاں کسی نامحرم عورت کی سانس کی صدا آتی ہے۔[۶]

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۳۹ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۳۹ [۳] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۴۳
[۴] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۴۳ [۵] مستدرک الوسائل، ج ۲ ص ۵۵۳ [۶] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۳۴

www.kitabmart.in

غور کیجئے اور جواب دیجئے

۱- فلسفۂ حجاب کیا ہے؟

۲- بے پردگی کے آثار کیا ہیں؟

۳- کیا بے پردگی خواتین کے نفع میں ہے؟

۴- خواتین کا حجاب کی رعایت کرنا کیا اثر رکھتا ہے؟

۵- کیا اس محدودیت کا قبول کرنا خواتین کے ضرر میں ہے؟

۶- ماحول کی سلامتی اور پاکیزگی کے لئے اسلام عورتوں سے کیا مطالبہ کرتا ہے؟

۷- ماحول کی سلامتی اور پاکیزگی کے لئے اسلام مردوں سے کیا مطالبہ کرتا ہے؟

۸- کیا پردہ کی قانون گذاری سے عورتوں پر ظلم ہوا ہے؟

۹- کیا حجاب کا لازمہ سماجی امور میں عورتوں کا شریک ہونے سے محروم ہونا ہے؟

www.kitabmart.in

سبق ۶

شادی اور اس کے فوائد

فیملی سماج کا ہی ایک چھوٹا حصّہ ہے جس کا آغاز مرد اور عورت کے تعلق سے ہوتا ہے اور فرزند کی تولید سے اس میں مضبوطی آتی ہے۔ شادی انسان کی ایک فطری ضرورت ہے کہ صیغۂ عقد جاری کرنے کے بعد قانونی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

اسلام فیملی کی تشکیل پر بہت اہمیت دیتا ہے اور اسے ایک پاکیزہ امر شمار کرتا ہے، نیز احادیث بھی ایک بہترین بنیاد کے عنوان سے تعارف کراتی ہیں۔

امام محمد باقرؑ نے رسولؐ خدا سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: شادی سے بہتر خدا کے نزدیک اسلام میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔[۱]

امام جعفر صادقؑ نے رسولؐ خدا سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: خدا کے نزدیک محبوب ترین گھر وہ ہے جو شادی کے ذریعہ آباد ہوا ہے۔ اور خدا کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز یہ ہے کہ گھر طلاق کے ذریعہ ویران ہو جائے۔[۲]

شادی اسلام کی ایک اہم سنت ہے جس کے بارے میں رسولؐ اسلام اور ائمہ معصومینؑ نے جس کے پیروی کے لازم ہونے پر تاکید کی ہے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: شادی کرو، اس لئے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۳ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۵

www.kitabmart.in

جو میری سنت کی پیروی کرنا چاہتا ہے، تو میری سنت شادی ہے۔[۱]

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: شادی میری سنت ہے جو اس سے روگردانی کرے وہ میری امت میں نہیں ہے۔[۲]

اسلام شادی بیاہ کو حیوانی عمل تصور نہیں کرتا اور اس کے پیروکاروں کو رہبانیت اور ترک ازدواج کی دعوت نہیں دیتا بلکہ اس کے برعکس، اسے تزکیۂ نفس، ترک گناہ اور خداوند عالم کے تقرب کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: شادی شدہ کی دو رکعت نماز غیر شادی شدہ کی ۷۰ رکعت نماز سے بہتر ہے۔[۳]

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: شادی شدہ کی دو رکعت نماز اس غیر شادی شدہ سے بہتر ہے جو راتوں کو عبادت اور دن میں روزہ رکھتا ہے۔[۴]

امام جعفر صادقؑ نے رسولؐ خدا سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: تم میں بدترین مردوہ ہیں جو بغیر شادی کیے مر جائیں۔[۵]

شادی اور خاندان کی تشکیل اسلام کی نظر میں ایک اہم امر ہے جس کے بہت سے فوائد ہیں بعض اُن منفعتوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ انس و محبت کا ذریعہ ہے: انسان اس پر آشوب زندگی میں سکون

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۶ [۲] بحار، ج ۱۰۳ ص ۲۲۰ [۳] وسائل، ج ۱۴ ص ۶

[۴] وسائل، ج ۱۴ ص ۷ [۵] وسائل، ج ۱۴ ص ۷

واطمینان اور محبت کا بھوکا ہے۔ ایک ایسے شخص کی اسے ضرورت ہے جو اس کا محرم راز ہو خیر خواہ، ہمدرد اور معاون ہو تا کہ اس سے مانوس ہو کر اس کی محبتوں خالص امداد اور حمایتوں سے بہرہ مند ہو۔ ایک شریک زندگی کی اسے ضرورت ہے۔ بیماری اور صحت، عزت اور ذلت، خوشی اور غم، فقر اور مالداری اور تمام حالات میں اس کے لئے وفادار اور ہمدرد ہو۔

اس ضرورت کی تکمیل میں بیوی سے بہتر اور تشکیل خانوادہ سے اچھا اور کیا ہو گا۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: خدا کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے بیویوں کو پیدا کیا تا کہ ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کی۔ اس میں اہل فکر کے لئے خدا کی نشانیاں ہیں۔[۱]

۲۔ پاک دامنی اور گناہ سے حفاظت کا ذریعہ ہے: انسان فطرتاً جنسی ضرورت اور خواہشات کی تکمیل کا بھوکا ہوتا ہے۔ اگر جائز طریقہ سے اس کی تکمیل نہ ہوئی تو پھر اس پر قابو پانا دشوار ہے اور انسان کو بے راہ روی اور گناہ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لحاظ سے شادی سب سے بہتر اور محفوظ جنسی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: جو خدا سے پاک و پاکیزہ صورت میں ملاقات کرنا

---

[۱] سورہ روم، آیت: ۲۱

www.kitabmart.in

چاہتا ہے وہ شادی کرے۔[۱]

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جس نے شادی کی اس نے اپنا نصف دین محفوظ کرلیا۔[۲]

حضرت موسیٰ بن جعفرؑ اپنے آباء واجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: اگر کوئی جوان آغاز جوانی میں شادی کرلیتا ہے تو شیطان نالہ وفریاد کرتا ہے: اے واویلا! اس جوان نے دوتہائی دین محفوظ کرلیا۔لہٰذا دوسرے دوتہائی کے لئے تقوی اختیار کرے۔[۳]

۳۔ جسم اور ذہن کی سلامتی کا ذریعہ ہے: جنسی عمل اور اس قوت کی تکمیل ایک طبیعی ضرورت ہے جو ضرورت کے موقع پر ضروری ہے اور اعصاب وجسم کی سلامتی کا باعث ہے اور اسے روکنا اعصاب کو بیکار اور اعتدال سے خارج کردیتا ہے۔ بہت ساری ذہنی بیماری کا سرچشمہ، جیسے: افسردگی، اضطراب، خوف، بدگمانی، سطحی نظر، بے اعتمادی اور ناراضگی وغیرہ اسی جنسی قوت کے دبانے سے ہوں۔اس لحاظ سے موقع سے شادی کرنے کو اور اس قوت کو تسکین دینا جسم واعصاب کے سلامتی کا باعث تصور کیا جاسکتا ہے۔رسولؐ خدا نے فرمایا: بغیر شادی شدہ مرد اور بے شوہر عورت کی شادی کرو تا کہ خدا اُن کے اخلاق کو اچھا بنادے اور ان کے رزق میں وسعت اور مروت میں اضافہ کرے۔[۴]

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۶ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۵ [۳] بحار، ج ۱۰۳ ص ۲۲۱ [۴] بحار، ج ۱۰۳ ص ۲۲۲

www.kitabmart.in

۴- سماجی ماحول کی سلامتی میں معاون ہے: اگر جوان آغاز جوانی میں شادی کرلیں تو ازدواجی زندگی سے وابستہ اور شاد وخرم ہو جائیں گے نیز آوارگی اور بہت سی اخلاقی برائی سے بچ جائیں گے۔ نتیجہ کے طور پر، شدید زیادتی، لڑکیوں اور عورتوں کا اغوا، زنا، لواط، استمنا حتیٰ نشہ، قتل و غارت، چوری چماری میں کمی آجائے گی۔ لہٰذا موقع سے شادی بیاہ ماحول کی سلامتی میں کافی موثر ہوتا ہے۔ اسی لئے اسلام سرپرستوں اور تربیت کرنے والوں کو حکم دیتا ہے کہ جن لوگوں کو ازدواج میسر نہیں ہے اُن کے لئے کوشش کریں۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: غیر شادی شدہ افراد اور نیک و صالح غلاموں و کنیزوں کی شادی کریں، اگر فقیر اور تنگ دست ہوں گے تو خدا اپنے فضل سے غنی کر دے گا خدا وسعت دینے والا اور علیم ہے۔[۱]

رسولؐ خدا نے فرمایا: بیٹا باپ پر تین حق رکھتا ہے: اس کا اچھا سا نام رکھے، اسے لکھنا سکھائے اور جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے۔[۲]

۵- نسل کی زیادتی: اسلام بچہ پیدا کرنے اور نسل کی زیادتی کی طرف توجہ دیتا ہے اور اسے شادی کا ایک اہم مقصد شمار کرتا ہے۔

امام محمد باقرؑ نے رسولؐ خدا سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: کیا حرج ہے کہ مومن شادی کرے، شاید اُس کے ذریعہ ایک ایسا فرزند پیدا ہو جو زمین کو لا الہ الا اللہ

---

[۱] سورہ نور، آیت :۳۲ [۲] مکارم الاخلاق، ج ۱ ص ۲۵۳

www.kitabmart.in

کہنے والے کے ذریعہ ثقیل بنادے۔[۱]

رسولؐ خدا نے فرمایا: شادی کرو تا کہ نسل میں اضافہ ہو، اس لئے کہ میں روز قیامت تمام امتوں پر تمہاری وجہ سے فخر ومباہات کروں گا، خواہ ساقط شدہ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔[۲]

۶۔ حصولِ لذت: شادی کا اہم ترین فائدہ جائز طریقہ سے لذت کا حصول اور جنسی خواہشات کی تکمیل ہے جنسی لذت دنیا کی ایک بہترین لذت ہے، اور اسلام کی نظر میں ایک جائز کام ہے اور اگر قربت کی نیت سے انجام دیا جائے تو ثواب بھی ہے، نیز بعض مواقع پر واجب ہو جاتی ہے۔

شادی ایک پاکیزہ اور مقدس پیمان ہے جو چند چیزوں سے وجود میں آتا ہے:

۱۔ مرد اور عورت کی رضامندی۔

۲۔ اگر کنواری لڑکی ہے تو باپ یا دادا کی اجازت۔

۳۔ مہر کی تعیین، مہر ملکیت، نقد یا ادھار روپیہ یا کوئی دیگر مال کم ہو یا زیادہ۔

۴۔ عقد کا صیغہ پڑھنا، عورت اور مرد کے ذریعہ جب عربی جانتے ہوں یا ان کے وکیل کے ذریعہ۔

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ص ۳ [۲] بحار، ج ۱۰۳ص ۲۲۰

www.kitabmart.in

صیغۂ عقد کے جاری ہونے کے بعد مرد اور عورت آپس میں میاں بیوی ہو جاتے ہیں اور اُن کی انفرادی زندگی گھریلو زندگی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور نئی ذمہ داریاں اُن پر عائد ہو جاتی ہیں۔

غور کیجئے اور جواب دیجئے

۱- شادی کے بارے میں اسلام کا کیا نظریہ ہے؟

۲- پیغمبر اسلام نے شادی کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

۳- شادی کے فوائد کیا ہیں؟

۴- موقع سے شادی کرنا اعصابی اور ذہنی اعتبار سے کیا اثر رکھتا ہے؟

۵- موقع سے شادی کرنا سماج میں کیا اثر رکھتا ہے؟

۶- شادی کیسے وجود میں آتی ہے؟

www.kitabmart.in

سبق ۷

زن وشوہر کے حقوق وفرائض

فیملی اسلام کی نظر میں سماج کا ایک جز ہے جس کے ملنے سے عظیم معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ یہ چھوٹا خاندان مرد اور عورت پر مشتمل ہوتا ہے اور بچہ کی پیدائش سے خاندا وسیع ہوتا جاتا ہے۔ خاندانی افراد کے درمیان تعلق برقرار رہتا ہے، اور سب کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک کی نیک بختی دوسرے تمام خاندانی افراد کی سعادت سے ملی ہوئی ہے۔ اگر مرد وعورت پہلے صرف اپنی فکر میں تھے تو شادی کے بعد تمام افراد کے لئے فکر کرنی چاہیے۔ زن وشوہر کا تعلق دو دوست یا دو شریک اور دو پڑوسی کی طرح نہیں ہے بلکہ اس سے الگ حیثیت کا حامل ہے۔

قرآن نے اس کی منظر کشی ان لفظوں میں کی ہے: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے نفس سے تمہارے لئے جوڑا پیدا کیا تاکہ اس سے سکون اور اطمینان حاصل ہو، اور تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کی ہے، اس سلسلے میں صاحبان فکر کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔[۱]

دوسری آیت میں عورت اور مرد سے متعلق فرماتا ہے: تم عورتوں کے لئے اور عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں۔[۲]

---

[۱] سورہ روم، آیت: ۲۱ [۲] سورہ بقرہ، آیت: ۱۸۷

www.kitabmart.in

مرد اور عورت کی توصیف کہ وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کا لباس ہیں یہ خود ہی ان دونوں کے درمیان مضبوط رابطہ کی عکاسی کرتا ہے۔ کیوں کہ لباس انسان کے بدن سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور اس کی شدید ضرورت پڑتی ہے، تا کہ گرمی اور سردی سے بچاؤ کرے، اس کے عیوب کو چھپائے اور خوشنما اور خوبصورت بنائے، عورت و مرد بھی اسی طرح ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔

اسلام فیملی کے درمیان استحکام اور میاں بیوی کے اچھے روابط کے سلسلے میں خاص توجہ رکھتا ہے اسی لئے ہر ایک کے لئے فرائض اور حقوق مقرر کیے ہیں۔ زن و شوہر کے حقوق دو طرح کے ہیں:

۱۔ مشترکہ فرائض ۲۔ مخصوص فرائض

مختصر طور پر ان کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے:

اوّل

مشترک حقوق اور فرائض:

وہ حقوق جن کی رعایت مرد و عورت دونوں پر واجب ہے جیسے:

۱۔ حسن معاشرت:

مرد و عورت کی ایک دوسرے کے لئے رفتار اچھی اور پسندیدہ ہونی چاہیے۔

www.kitabmart.in

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔[۱]

منکر کے مقابل میں معروف ایسے طور طریقے کو کہتے ہیں جو شریعت اور عقل کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ اگرچہ آیت میں مردوں سے خطاب ہے، لیکن عورتوں کی بھی یہی ذمہ داری ہے۔

عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے لئے مہربان، خوش اخلاق اور خوش رفتار، ہنس مکھ، ہمدرد، معاون، غمخوار، باادب، اہل انصاف، سچا، رازدار، امین، وفادار اور خیر خواہ ہونا چاہیے۔ احادیث میں بھی مرد و عورت کے لئے حسن معاشرت کے متعلق تاکید ہوئی ہے۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا: لوگوں میں ایمان کے لحاظ سے سب سے زیادہ کامل وہ ہے جس کا اخلاق پسندیدہ ہو، تم میں نیک افراد وہ ہیں جو اپنی بیوی سے خوش رفتاری سے پیش آئیں۔[۲]

۲۔ ہمسر کی توجہ مبذول کرنا:

عورت اور مرد کا فریضہ ہے کہ نظافت، کپڑا پہننے اور سر اور چہرہ کے اصلاح کرنے میں ایک دوسرے کی پسند کی رعایت کریں۔ اسلام عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ گھر میں اور اپنے شوہروں کے لئے آرائش کریں اور اچھے سے اچھا لباس پہنیں، صاف ستھری رہیں اور خوشبو کا استعمال کریں۔

---

[۱] سورہ نساء، آیت: ۱۹ [۲] بحار، ج ۷۱ ص ۳۸۹

www.kitabmart.in

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: رسولؐ خدا کی خدمت میں ایک عورت آئی اور آپؐ سے سوال کیا: عورت پر مرد کا کیا حق ہے؟ فرمایا: عورت کا فریضہ ہے کہ اپنے کو بہترین خوشبو سے معطر کرے، اچھا لباس پہنے، عمدہ زیورات کا استعمال کرے، اسی طرح صبح و شام اپنے کو شوہر کے لئے پیش کرے، لیکن مرد کے حقوق اس سے زیادہ ہیں۔[۱]

اور شوہر کے لئے بھی یہی فرائض زوجہ کے لئے ہیں۔ پاک و صاف رہے، خوشبو استعمال کرے اور اچھا لباس پہنے، بن سنور کر رہے اور اچھے مکان میں میں زندگی گزارے۔

محمد بن جعفر اپنے آباء و اجداد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے ہمسر کے لئے آمادہ رہے جس طرح عورت اپنے کو مرد کے لئے آمادہ کرتی ہے۔ پھر اس وقت جعفر بن محمد نے فرمایا: یعنی نظافت اور پاکیزگی کا خیال کرے۔[۲]

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: عورت کا مرد پر حق یہ ہے کہ اس کے کھانے پینے اور پوشاک کا انتظام کرے اور منھ بنا کر اس کے پاس نہ آئے اگر ایسا کرتا ہے تو اس نے حق ادا کر دیا۔[۳]

حسن بن جہم کہتے ہیں: میں نے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کو دیکھا کہ خضاب

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۱۲ [۲] مستدرک، ج ۲ ص ۵۵۹ [۳] بحار، ج ۱۰۳ ص ۲۵۴

www.kitabmart.in

کئے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں آپ بھی خضاب کئے ہوئے ہیں؟ فرمایا: ہاں اس لئے کہ مرد کی عورت کے لئے آمادگی اس کی پاک دامنی میں اضافہ کرتی ہے۔ عورتیں اپنی عفت کھو چکی ہیں کیوں کہ ان کے مردوں نے خود کو ان کے لئے آمادہ نہیں کیا ہے۔ پھر اس وقت فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے کہ اپنی بیوی کو اس صورت میں دیکھو۔ جس صورت میں تم ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: تمہاری بیوی بھی ایسی ہی ہے۔[۱]

۳۔ نفسانی خواہشات کی ادائیگی:

اگر چہ حصول لذت اور جنسی خواہش کی تکمیل شادی کا مکمل مقصد نہیں ہے، لیکن ایک اہم مقصد ضرور ہے۔ خاندانی بنیاد کے استحکام اور میاں بیوی کے درمیان حسن ارتباط میں کافی موثر ہے، نفسانی خواہشات کی ادائیگی میاں بیوی کا ایک وظیفہ ہے۔ میاں بیوی کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے آمادہ رہیں۔ ان میں سے کوئی ایک جس وقت بھی جنسی خواہشات کا اظہار کرے تو دوسرے کو آمادہ رہنا چاہیے، اور بہانہ تلاش نہ کرے۔

پیغمبرؐ اسلام نے عورتوں سے فرمایا: اپنی نماز اتنی طولانی نہ کرو کہ جس کی وجہ سے اپنے شوہر کے لئے جنسی استفادہ اور لذت میں رکاوٹ بنو۔[۲]

میاں بیوی کو چاہیے کہ مباشرت اور جنسی تعلق قائم کرتے وقت صرف اپنی

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۸۳ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۱۷

www.kitabmart.in

لذت کے حصول میں نہ رہیں بلکہ ہمسر کو راضی کرنے اور نفسانی خواہشات کی ادائیگی کی بھی کوشش کریں۔ اس لئے کہ جنسی خواہشات کی تکمیل میاں بیوی کے اچھے رابطہ اور گھریلو بنیاد کے مستحکم اور مضبوط بنانے میں حد درجہ موثر ہے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب اپنے ہمسر کے پاس جائے تو مباشرت اور مجامعت کرنے میں جلد بازی نہ کرے۔[۱]

امام رضاؑ نے (حدیث کے ضمن میں) فرمایا: عورت کو تم سے وہی توقع ہے جو تم کو عورت سے ہوتی ہے۔[۲]

۴۔ بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت:

بچوں کی حفاظت اور سلامتی جسم و جان کی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت ماں باپ دونوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ ان کی ہم خیالی اور تعاون کی شدید ضرورت ہے۔ اگرچہ باپ کی ذمہ داری اس سے زیادہ ہے لیکن ماں کا کردار زیادہ موثر ہے۔

دوم

مخصوص حقوق و فرائض

الف: شوہر کے فرائض:

مرد مشترک ذمہ داریوں کے علاوہ مخصوص خلقت کے اعتبار سے خاص

[۱] مستدرک، ج ۲ ص ۵۴۵ [۲] مستدرک، ج ۲ ص ۵۴۵

www.kitabmart.in

فریضوں کا بھی ذمہ دار ہے کہ ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے:

۱۔ خاندان (فیملی) کی سرپرستی اور دیکھ بھال:

اسلام میں ولایت خاندان کی سرپرستی مردوں کے ذمہ ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: مردوں کو اس لحاظ سے کہ بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے اور اس لحاظ سے کہ اپنے مال سے نان ونفقہ کا انتظام کرتے ہیں عورتوں کا حاکم اور سرپرست بنایا گیا ہے۔ لہٰذا نیک عورتیں وہی ہیں جو شوہروں کی اطاعت کرنے والی اور ان کی غیبت میں ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہیں جن کی خدا نے حفاظت چاہی ہے۔[۱]

اگر چہ گھریلو امور باہمی مشورہ اور ایک دوسرے کے تعاون سے انجام پاتے ہیں، لیکن ہر صورت یہ امور چھوٹا سا معاشرہ دوسرے معاشرہ کی طرح ایک سرپرست، بااثر مدبر کا محتاج ہے۔

بے سرپرست گھرانے اچھی حالت میں بسر نہیں کرتے، لہٰذا، یا عورت گھر کی سرپرستی اور ذمہ داری نبھائے یا مرد۔

لیکن عقلی اعتبار سے مردوں کی اکثریت اکثر عورتوں پر فضیلت رکھتی ہے اور زندگی کی نظارت کے لئے زیادہ آمادہ ہوتے ہیں نیز مشکلات برداشت کرنے کے لئے بھی زیادہ حوصلہ اور آمادگی رکھتے ہیں، تو گھر اور خاندان کی ذمہ داری اور

---

[۱] سورہ نساء، آیت: ۳۴

www.kitabmart.in

سرپرستی بھی انہیں کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔

برعکس عورتوں کے کہ ان کے یہاں جذبات اور رحم دلی کی کیفیت اکثر مردوں سے زیادہ ہی ہوتی ہے لہذا مہربانی وشفقت کا کام ان کے بس کا ہے۔

اس لحاظ سے، خاندان کی بھلائی اسی میں ہے کہ مرد کی سرپرستی قبول کرے اور زندگی کے اہم امور باہمی مشورہ سے انجام دے اور اختلافی موقعوں پر اس کی حاکمیت کو قبول کرے۔

لیکن مرد کی سرپرستی سے مراد یہ نہیں ہے کہ اپنی طاقت اور من مانی سے گھر اور خاندان کو چلائے اور تنہا سرپرست ونگراں رہے اور گھر کے دوسرے افراد کو اظہار خیال کا حق نہ دے۔ اس لئے کہ ایک صاحب تدبر سرپرست بخوبی جانتا ہے کہ کوئی چھوٹا یا بڑا ادارہ طاقت کے زور اور من مانی سے نہیں چل سکتا، خصوصاً گھر کا نظام جو بچوں کی تربیت گاہ اور آرام وآسائش کی جگہ اور مستقبل ساز ہے۔

بلکہ مراد، تمام امور میں پیش رفتار اور خاندان چلانے کے لئے صحیح پروگرام اور اصول کا مرتب کرنا، جو گھر کے افراد کے تبادلۂ خیال اور مشوروں سے ہوگا امور کو جاری کرنے میں تعاون اور مشکلات کے حل کرنے میں سمجھوتا اور اختلافی صورت میں حتمی فیصلہ کرنا ہے۔

مرد کی سرپرستی کی ذمہ داریوں کو تین حصوں میں بیان کیا جا سکتا ہے:

۱- گھریلو اخراجات کا پورا کرنا اور زندگی کے پروگرام کا مشورہ اور تبادلۂ خیال

www.kitabmart.in

سے مرتب کرنا اور آمد و خرچ کا حساب کرنا۔

۲۔ گھر کے افراد کی دیکھ بھال، حفاظت اور دفاع۔

۳۔ گھر کے افراد کے دینی، اخلاقی، ثقافتی مسائل میں نگرانی کرنا اور جسمانی وروحانی رشد وکمال کی جانب راہنمائی کرنا اور سماجی واخلاقی برائی میں مبتلا نہ ہونے دینا۔

۲۔ نفقہ پورا کرنا:

اسلام میں گھر کے تمام اخراجات کی ذمہ داری مرد پر ہے۔

اسحاق بن عمار نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا: عورت کا مرد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: غذا اور لباس کا فراہم کرنا اور اس کی لغزشوں کو معاف کرنا ہے۔[۱]

۳۔ عزت اور خاطر تواضع کرنا:

مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی قدر دانی اور اسے خدا کی نعمت شمار کرے اس کا احترام کرے اور زندگی میں اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرے۔ اس کی لغزشوں کو بخش دے، سختی اور ضد نہ کرے۔ اسلام ایسے سلوک کو عورت کا حق اور مرد کا فریضہ سمجھتا ہے۔

امام سجادؑ نے فرمایا: تمہاری بیوی کا حق یہ ہے کہ تم اسے خداوند عالم کی

---

[۱] مکارم الاخلاق، ص ۲۴۸

www.kitabmart.in

جانب سے آرام وآسائش، سکون واطمینان کا ذریعہ سمجھو، اور خدا کی تم پر ایک نعمت ہے، لہٰذا اس کا احترام کرو اور نرمی سے پیش آؤ۔ اگرچہ تمہارا بھی اس پر حق ہے، لیکن تم کو اس کا ہمدرد ہونا چاہیے اس لئے کہ تمہاری اسیر ہے۔ غذا اور پوشاک فراہم کرو اگر خطا کرے تو معاف کردو۔[۱]

۴- دینی اور اخلاقی دیکھ بھال:

مرد کو اپنی بیوی کے دینی، اعتقادی اور اخلاقی مسائل کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔ یا خود ہی اس سلسلے میں مدد کرے یا ان کے سیکھنے کا ذریعہ پیدا کرے۔ اس کے اخلاق ورفتار پر نظر رکھے۔ اسے اچھے اور پسندیدہ امور کی دعوت دے، برے اور ناپسندیدہ کردار سے روکے۔ خلاصہ یہ کہ اسے جہنم کی آگ سے بچا کر بہشتی بنائے۔ یہ حاکمیت اور سرپرستی کا ایک اثر ہے جو مرد کے ذمہ عائد ہوتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اے صاحبان ایمان اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو آتش جہنم سے بچاؤ، ایسی آگ جس کے ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔[۲]

ب: عورت کے فرائض وحقوق:

عورت کی بھی شوہر کے لئے بڑی ذمہ داریاں ہیں جن کی طرف احادیث میں ارشاد ہوا ہے، ساری ذمہ داریوں کا خلاصہ ایک جملہ میں یہ ہے کہ عورت شوہر کی مکمل مطیع ہو۔

---

[۱] بحار، ج ۷۴ ص ۵ [۲] سورہ تحریم، آیت: ۶

www.kitabmart.in

امیر المومنینؑ نے فرمایا: عورت کا جہاد شوہر کی اطاعت کرنا ہے۔[۱]

حسن التبعل جو حدیث میں آیا ہے ایک مختصر سا جملہ ہے لیکن اس کے معنی وسیع ہیں جو تمام خوبیوں کو شامل ہے اس عورت کو شوہر کا مکمل مطیع کہا جا سکتا ہے جو اس کی ولایت اور حاکمیت کی قائل ہے اور اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اس کی حیثیت بچوں اور گھر والوں کے درمیان محفوظ رکھتی ہے۔ اہم امور میں اس سے مشورہ کرتی ہے، اس کے حکم کی اطاعت کرتی ہے اگر کسی موقع پر گھر سے باہر جانے میں مصلحت نہ ہو بغیر اس کی اجازت کے باہر نہیں جاتی اور اپنے حسن سلوک، اخلاق حسنہ اور اپنی محبتوں سے شوہر کا دل جیت لیتی ہے اور گھر کو مہر و محبت سے بھر دیتی ہے۔ مشکلات اور مصائب میں شوہر کی مدد کے لئے دوڑ پڑتی ہے اور اس کی دل جوئی کرتی ہے۔ شوہر کے اموال کی نسبت امانت دار و فضول خرچی سے پرہیز کرتی ہے۔ نیک کاموں میں اسے رغبت دلاتی اور گھر میں اپنا سب سے اچھا لباس پہنتی ہے اور شوہر کے لئے آرائش اور زینت کرتی ہے اور ہمیشہ آمادہ اور اس کے اختیار میں رہتی ہے۔ امور خانہ داری اور بچوں کی پرورش میں کوشاں رہتی ہے۔ راز دار، امین، مہربان ہوتی ہے۔

ایسی عورت کے بارے میں کہا جا سکتا ہے: خوب شوہر داری کرتی ہے اور اس کا عمل راہ خدا میں جہاد کے مترادف ہے۔

---

[۱] بحار، ج ۱۰۳ ص ۲۵۲

www.kitabmart.in

احادیث میں چند چیزوں پر عمل کرنے کی زیادہ تاکید آئی ہے:

۱- جائز مقامات پر شوہر کی اطاعت۔

۲- ساتھ سونے کے وقت شوہر کی خواہشات کی تکمیل، لطف اندوزی، مجامعت، سوائے ان مقامات کے جہاں شرع نے منع کیا ہے۔

۳- شوہر کے اموال کی حفاظت اور امانت داری۔

۴- عفت اور پاکدامنی۔

۵- گھر سے باہر جانے کے لئے شوہر کی اجازت لینا۔

امام جعفر صادقؑ اپنے آباء واجداد کے ذریعہ رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کسی مسلمان مرد کو اسلام کے بعد مسلمان بیوی سے زیادہ فائدہ نہیں ہوا کہ جب اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو، اور اس کے حکم کی تعمیل کرے، اور اس کی غیر موجودگی میں اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔[۱]

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ایک عورت رسولؐ خدا کے پاس آئی اور کہا: یارسولؐ اللہ! مرد کا عورت پر کیا حق ہے؟ فرمایا: شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی نافرمانی نہ کرے اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ دے، بغیر اجازت مستحبی روزہ نہ رکھے، جنسی لطف اندوزی سے مانع نہ ہو اگرچہ اونٹ کی پشت پر کیوں نہ ہو، اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔[۲]

---

[۱] وسائل، ج ۱۴ ص ۲۳ [۲] وسائل، ج ۱۴ ص ۱۱۲

www.kitabmart.in

غور کیجیے اور جواب دیجیے

۱- جملہ "هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ" سے کیا مراد ہے؟

۲- "عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ" کا کیا مطلب ہے؟

۳- عورت و مرد کے مشترک فرائض کیا ہیں؟

۴- شوہر کا مخصوص فریضہ کیا ہے؟

۵- گھر کی ذمہ داری اور سرپرستی مرد پر کیوں ہے؟

۶- مرد کی حاکمیت اور سرپرستی کس طرح کی ہے؟

۷- زندگی کے اخراجات کو پورا کرنا کس کا کام ہے؟

۸- دینی اور اخلاقی امور کی نگرانی کس کا کام ہے؟

۹- عورت کا فریضہ مرد کے بہ نسبت کیا ہے؟

۱۰- حسن التبعل کسے کہتے ہیں اور کس عورت کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ خوب شوہر داری کرتی ہے؟

www.kitabmart.in

سبق ۸

مہر

مرد صیغہ نکاح کے جاری کرنے کے وقت اپنی بیوی کو کچھ دیتا ہے جو اصطلاح میں مہر اور صداق کہلاتا ہے۔ کلمہ مہر قرآن میں نہیں آیا ہے لیکن صداق آیا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: عورتوں کا صداق دے دو کہ ایک عطیہ ہے۔ اگر اس کے بعد اس میں سے کچھ معاف کردیں اور راضی ہو جائیں تو کھاؤ تمہیں مبارک ہو۔[۱]

صداق کی مقدار معین نہیں کی گئی ہے بلکہ اس کا تعلق مرد اور عورت کے موافقت پر ہے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: صداق وہ چیز ہے جس پر مرد اور عورت راضی ہوتے ہیں خواہ کم ہو یا زیادہ۔[۲]

کم سے کم مہر کی مقدار معین نہیں کی گئی ہے لیکن احادیث میں آیا ہے کہ زیادہ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جعفر صادقؑ اپنے آباء واجداد کے حوالے سے حضرت علیؑ سے نقل

---

[۱] سورہ نساء، آیت: ۴ [۲] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۳

www.kitabmart.in

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مجھے دس درہم سے کم مہر پسند نہیں ہے تا کہ زنا کار عورت کو دیے جانے والے پیسہ کے مشابہ نہ ہو۔[۱]

زیادہ مہر کی مقدار بھی معین نہیں ہوئی ہے، جتنا زیادہ ہو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اسلام سنگین مہر کا تعین اس میں مقابلہ کو پسند نہیں کرتا اور اس سے منع کرتا ہے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: عورتوں کا مہر زیادہ سنگین نہ رکھو اور اس کے اضافہ کو مقابلہ میں نہ لاؤ اس لیے کہ دشمنی کا باعث ہوگا۔[۲]

تعین مہر کے سلسلے میں اس درجہ سختی سے کام نہیں لینا چاہیے کہ جوانوں کو شادی کا امکان نہ رہ جائے اس سلسلہ میں بہتر ہے کہ افراط وتفریط نہ کی جائے، اور مرد وعورت کی حیثیت کی رعایت کرتے ہوئے اور دولہا دلہن کی سماجی حیثیت کا خیال کرتے ہوئے، ان کے اقتصادی امکانات کے مطابق اور مناسب مہر پر اتفاق کریں۔

مہر کی قسم میں بھی کوئی حد بندی نہیں ہے بلکہ ہر طرح کا مال صداق قرار پاسکتا ہے۔ جیسے سونا، چاندی، املاک، رائج روپیوں کی کوئی بھی قسم، اسباب اور لوازم زندگی، فرش، ظروف، گاڑی، لباس اور ہر وہ چیز جو ملکیت بنانے کے قابل ہو۔ لیکن عورت کے لئے بہتر یہی ہے کہ امکانی صورت میں اپنا مہر ملک، سونا یا چاندی یا اس جیسی چیزوں کو قرار دے تا کہ اس کا ذخیرہ اور جمع رہے اور گذرتے زمانہ کے ساتھ

---

[۱] وسائل، ج ۱۵ ص ۱۱ [۲] وسائل، ج ۱۵ ص ۱۱

www.kitabmart.in

اس کی قیمت کم نہ ہو۔

مہر نقد بھی ہو سکتا ہے اور ادھار بھی جو شوہر کے یا کسی دوسرے شخص کے ذمہ ہے لیکن مرد اور عورت کی رضامندی اور موافقت سے۔ اگر نقد کی صورت میں ہو تو عورت شادی سے پہلے مطالبہ کر سکتی ہے۔ جب کہ مرد کو ادا کرنے کی صلاحیت ہو تو اسے ادا کر دے اگر اس کے باوجود اس نے نہیں دیا تو عورت مجامعت سے روک سکتی ہے، اس طرح اپنے کو شوہر کے حوالے نہ کرنے سے نافرمانی اور نان نفقہ کے ساقط ہونے کا باعث نہیں ہو گی۔

چنانچہ اگر مہر ادھار ہے، اگر اس کا کوئی معین وقت ہے تو عورت وقت سے پہلے مطالبہ نہیں کر سکتی، لیکن اگر معین وقت نہیں ہے چنانچہ عورت مطالبہ کر دے اور مرد صلاحیت رکھتا ہو تو اسے فوراً ادا کر دینا چاہیے۔

مہر کی حقیقی مالک خواہ مِلک ہو یا نقد عورت ہے۔ کسی کو حق حاصل نہیں ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر اس میں تصرف کرے، حتی کہ اس کے والدین اور شوہر بھی۔ اس کے منافع بھی عورت سے متعلق ہوں گے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: خداوند عالم ہر گناہ قیامت کے دن بخش سکتا ہے سوائے اس شخص کے جس نے عورت کا مہر غصب کر لیا ہو، یا کسی مزدور کی اجرت نہ دے، یا کسی آزاد انسان کو غلام کے عنوان سے بیچ دے۔[۱]

---

[۱] وسائل، ج ۱۵ص ۲۲

www.kitabmart.in

حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے سوال ہوا: کیا باپ بیٹی کا مہر کھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں، اس کو ایسا حق نہیں ہے۔[۱]

اگر مہر اُدھار اور شوہر کے ذمہ ہو، تو ایک واقعی قرض ہے جو مطالبہ کے وقت پہلی فرصت میں اگر ممکن ہو تو ادا کر دے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے ایک ایسے مرد کے بارے میں جس نے کسی عورت سے عقد کیا اس ارادہ کے ساتھ کہ مہر ادا نہیں کرے گا، فرمایا: یہ کام زنا شمار ہوگا۔[۲]

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو کوئی اپنی بیوی کا مہر تو رکھے لیکن اس کے ادا کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ چور ہے۔[۳]

امام صادقؑ اپنے آباء واجداد سے اور انھوں نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جو اپنی بیوی کا مہر نہ دے وہ خدا کے نزدیک زنا کار ہے۔ خداوند عالم قیامت کے دن اس سے کہے گا میں نے تو تم سے اپنی کنیز کی شادی کر دی لیکن تم نے اپنے عہد و پیمان پر عمل نہیں کیا اور میری کنیز کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ لہٰذا عورت کے حق کے بقدر مرد کی نیکیوں سے لے لیا جائے گا اور عورت کو دے دیا جائے گا اور اگر اس کی نیکیاں باقی نہ بچیں ہوں گی تو اسے آتش جہنم میں جھونک دے گا، اس لئے کہ اس نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا ہے۔ اور عہد و پیمان کے بارے میں

---

[۱] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۶ [۲] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۱ [۳] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۱

سوال کیا جائے گا[۱]

مہر کا فلسفہ

ممکن ہے کوئی اصل مہر کی قانون گذاری پر اعتراض کرتے ہوئے کہے:
مرد اور عورت جنسی اعتبار سے ایک دوسرے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے کی طرف کھنچتے ہیں اور شادی کرتے ہیں پھر مہر کے کیا معنی ہیں؟ مہر کے قانون سے عورت کی تحقیر ہوتی اور عورت بازاری جنس کی طرح پست سمجھی جاتی ہے اور مرد اسے ایک کنیز کی طرح اپنی ملکیت میں لے لیتا ہے۔

مختصر جواب یہ دیا جائے گا کہ: اسلام میں عورت نہ تو کنیز کی طرح ہے اور نہ ہی مہر معاملہ کی قیمت ہے بلکہ مہر مرد کا عطیہ اور ہدیہ ہے جسے اپنی بیوی کو پیش کرتا ہے تاکہ اس کا احترام واکرام نیز اپنی محبت کے مراتب کا اظہار کرے۔

اس مطلب کی وضاحت اور فلسفہ صداق کے لئے دو نکتہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

پہلا نکتہ: باوجودیکہ مرد اور عورت جنسی قوت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے محتاج ہیں اور فطری طور پر ایک دوسرے کے طالب ہیں، لیکن ان میں سے ہر ایک الگ الگ خصوصیات کے حامل ہیں۔

---

[۱] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۲

www.kitabmart.in

عورت کی ایک خصوصیت لطافت ونزاکت اور خوبصورتی ہے اسی لئے مردوں کی کشش کا سبب بنتی ہے، عورت کی جاذبیت کا سب سے اہم عامل اس کا حسن ہے اور مرد اس کی بنسبت خاص عنایت رکھتا ہے۔ عورت فطری طور پر اس چیز کی حامل ہے اسی وجہ سے آرائش کرتی ہے تاکہ خود کو حسین سے حسین تر بنا کر پیش کرے اور مرد کے دل میں زیادہ سے زیادہ گھر کرے۔

عورت کی دوسری خصوصیت یہ ہے: باوجودیکہ جنسی قوت کی حامل ہے اور باطنی طور پر مرد کی خواہش مند ہے، لیکن اپنی خواہش کو دبانے میں مرد سے زیادہ مقاومت کرتی ہے۔ خود کو بے نیاز ظاہر کرتی ہے اور مرد کی طلب کی جانب نہیں جاتی، وہ اس بات کو ترجیح دیتی ہے کہ مرد کے دل میں زیادہ جگہ بنائے اور اسے اپنا گرویدہ اور عاشق بنائے اور اسے طلب پر آمادہ کرے۔ عورت کا حسن و جمال، آرائش اور سنگار، ناز وادا اور نزاکت کا یہیں سے آغاز ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے، عورت تمام چیزوں سے زیادہ اس کے دل میں گھر کرنا اور اسے اپنا عاشق اور دیوانہ بنانا چاہتی ہے۔

لیکن مرد اپنی جنسی توانائی کے سامنے کمزور ہے اور وہ اپنے باطنی جذبات کو چھپا نہیں سکتا اسی لئے وہ عورت کا طالب ہوتا ہے، مرد عورت کا طالب ہے اور جب اس نے یہ سمجھ لیا کہ عورت عشق اور دیوانگی کی طالب ہے تو اظہار محبت اور عشق کرتا ہے اور اس کے ناز وادا کا خریدار بن جاتا ہے۔ اور اپنے باطنی جذبہ کے اثبات کے لئے ہر ممکن راہ کا استعمال کرتا ہے، پیسہ خرچ کرتا ہے، اس کے لئے تحفہ لے جاتا ہے، عقد و

www.kitabmart.in

شادی کی محفل منعقد کرتا ہے۔

مہر کی قرارداد بھی انہیں وسائل میں ایک ہے۔ مرد اپنے اندرونی جذبات کے اظہار اور اپنی بیوی کے احترام اور اس کا دل جیتنے کے لئے کوئی چیز بعنوان مہر پیش کرتا ہے۔

قرآن بھی مہر کو اسی صورت میں بیان کرتا ہے۔ "صدقاتهن" کی عبارت سے تعبیر کی ہے، اور اس کا "نحلہ" کے عنوان سے تعارف ہوا ہے جو ہدیہ اور عطیہ کے معنی میں ہے۔ یہ مہر کی قانون گزاری کا ایک فلسفہ اور فائدہ تھا۔

دوسرا نکتہ: مہر کی قرارداد عورت کو یقیناً سکون اور اطمینان بخشتی ہے تاکہ اپنے تخلیقی فرائض پر عمل کرے۔ اگرچہ مرد و عورت دونوں ہی شادی کے وقت عہد و پیمان کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کے وفادار اور بچوں کی پرورش و دیکھ بھال میں باہم شریک رہیں گے لیکن اس کے خلاف بھی دیکھا گیا ہے کہ مرد اپنے وظیفہ پر عمل نہیں کرتا، اخراجات زندگی اور بچوں کی پرورش سے انکار کرتا ہے۔ جبکہ طبیعی طور پر عورت کی کچھ ذمہ داریاں ہیں جس سے وہ فرار نہیں کر سکتی۔

اس لئے کہ مرد ایک کسان اور عورت کھیتی کی طرح ہے۔ مرد عورت کے رحم میں نطفہ ڈالتا ہے اور اس کے بعد طبعی طور پر آزاد ہے، لیکن قانون شرع اور اخلاق کے لحاظ سے بچے اور بیوی کا ذمہ دار ہے لیکن چونکہ طبیعت نے اس کے کاندھوں پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی ہے لہٰذا وہ حاملہ عورت کو چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جا سکتا ہے۔ اکثر مرد ایسے نہیں ہیں لیکن بہرحال اس کا امکان ہے اس کے نمونہ بھی

دیکھنے میں آئے ہیں۔

لیکن عورت اس آزادی کی مالک نہیں ہے بلکہ مجبور ہے کہ وضع حمل ولادت اوراس سے پیدا ہونے والی کمزوری کی مشکلات برداشت کرےاور ولادت کے بعد بھی نومولود بے گناہ اور ناتواں بچے کو دور نہیں کر سکتی، مجبور ہے کہ اسے دودھ پلائے اس کی حفاظت کرے۔ ماں کی ممتا اور اس کی الفت ایسی ہے کہ اسے جدا نہیں کر سکتی بلکہ ہر حالت میں اس کی حفاظت کرتی ہے۔

اتنی مدت میں زندگی کے اخراجات، مکان اور لباس کی ضرورت ہے۔ اس فرض کی بنیاد پر بے چاری عورت کیا کرے؟ خواتین طبعی طور پر اس احتمال سے پریشان رہتی ہیں۔

شاید مہر کی قانون گذاری عورتوں کے لئے سکون و آرام اور نسبی تحفظ اور اطمینان بھی ایک وجہ ہے، اگر صداق ملک یا نقد روپیہ ہے تو عورت اسے لے لیگی اور ایسے احتمالی مواقع کے لئے محفوظ رکھے گی۔ اور اگر ادھار ہے تو بھی اس کا مطالبہ کرے گی۔ مختصر یہ کہ مہر عورت کی شادی میں دلچسپی اور مدد کا سامان ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: عورت کے بجائے مرد پر مہر کی ادائیگی کی علّت یہ ہے (اگرچہ کام دونوں کا ایک ہی ہے) جب مرد اپنا کام کر چکتا ہے تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اب عورت کی فراغت کا انتظار نہیں کرتا اسی لئے صداق مرد کے ذمہ قرار دیا گیا ہے نہ کہ عورت کے۔[۱]

---

[۱] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۳

www.kitabmart.in

غور کیجیے اور جواب دیجیے

۱- کیا مہر کا ذکر قرآن میں ہے؟

۲- مہر کی مقدار کتنی ہے؟

۳- کتنا مہر بہتر ہے؟

۴- کون سی چیز مہر ہو سکتی ہے؟

۵- اسلام مہر سے متعلق کیا حکم دیتا ہے؟

۶- نوعیت مہر کے انتخاب میں عورت کے لئے صلاح کیا ہے؟

۷- کیا مرد کو حق ہے کہ وہ بیوی کا مہر نہ دے؟

۸- کس کو حق ہے کہ عورت کے مہر میں تصرف کرے؟

۹- مہر کی منفعتیں کس کی ہوں گی؟

۱۰- مہر کی قانون گذاری کا پہلا فلسفہ کیا ہے؟

۱۱- مہر کی قانون گذاری کا دوسرا فلسفہ کیا ہے؟

www.kitabmart.in

سبق ۹

نفقہ

اسلام کی نظر میں گھریلو بیوی کے اخراجات مرد کے ذمہ ہیں۔ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنی بیوی کے تمام اخراجات کو پورا کرے، خواہ عورت مرد سے مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ اخراجات کا وجوب اسلام کے قطعی احکام میں ہے۔ نفقہ بیوی کا حق ہے، اگر مرد نے ادا نہیں کیا تو وہ مقروض رہے گا، اسے مطالبہ کے وقت ادا کرنا چاہیے۔ اگر نفقہ دینے سے انکار کرے تو اسلامی حاکم شرع اس عورت کو طلاق دے سکتا ہے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جو اپنی بیوی کو کپڑا اور کھانا نہ دیتا ہو امام کا فرض ہے کہ ان دونوں کے درمیان جدائی کر دے۔[۱]

اسحاق بن عمار کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کی: عورت کا مرد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: کھانا، کپڑا دینا اور اس کی لغزشوں کو معاف کرنا۔[۲]

نفقات یعنی گھر کی تمام ضرورتوں کا پورا کرنا، عرف عام اور زمان و مکان کی رعایت کے ساتھ، جیسے:

۱۔ کھانا، پھل اور اس کے علاوہ دیگر ضرورتیں جو بقدر ضرورت اور

---

[۱] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۲۳ [۲] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۲۴

www.kitabmart.in

معمول کے مطابق ہوں۔

۲- گرمی اور جاڑے کا کپڑا اپنانا وہ بھی ضرورت اور خاندانی حیثیت کے لحاظ سے۔

۳- فرش اور بستر۔

۴- کھانے پینے اور پکانے کے اسباب اور لوازم۔

۵- ٹھنڈا اور گرم کرنے کے وسائل (جہاں ضرورت ہے)

۶- رہائش کا انتظام مالکانہ حیثیت سے ہو یا کرایہ کی جو خانوادہ کی حیثیت کے مطابق ہو۔

۷- دوا اور علاج کا خرچ۔

۸- صفائی اور آرائش کے اسباب۔

۹- اور زندگی کی دوسری ضروریات۔

اعتراض اور جواب

نفقہ کا موضوع تنقید کا نشانہ بنا اور لوگوں نے کہا:

پہلا سوال

اس کی قانون گذاری سے عورت کی توہین ہوتی ہے اور ایک ذلیل خادم

www.kitabmart.in

کے عنوان سے شمار کی جاتی ہے۔ یعنی اس کی چوبیس گھنٹہ کی زحمتوں اور گھر کے دشوار امور کی انجام دہی کے بدلے غذا کھاتی اور لباس پہنتی ہے۔

جواب:

مذکورہ اعتراض قائل کے کینہ اور لاعلمی سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے کہ اسلام کی نظر میں گھر کا کام عورت کے ذمہ نہیں ہے، حتیٰ کہ بچوں کی حفاظت اور دیکھ بھال اور دودھ پلانے کی بھی عورت پر ذمہ داری نہیں ہے۔ بغیر کوئی کام انجام دیئے اپنا حق مانگ سکتی ہے بچے کو دودھ پلانے، اس کی تربیت کرنے اور گھر کے دوسرے امور کی انجام دہی پر اجرت لے سکتی ہے جب کہ اس کے اخراجات مرد کے ذمہ ہیں۔

مذکورہ مطالب پر نظر کرتے ہوئے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ عورت ذلیل ہوتی ہے اور ایک معمولی قیمت خادمہ کی حیثیت سے ہے۔

دوسرا سوال

باوجودیکہ مرد اور عورت جنسی خواہشات کی تکمیل، بچہ کی پیدائش اور پرورش میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں، پھر کیوں اور کسی علت کے تحت اہل و عیال کا تمام خرچ بلکہ عورت کا پرسنل خرچ بھی مرد کے ذمہ ہے؟ کیوں صرف مرد کام کرے اور عورت صرف کھائے اور پہنے؟ اور سوئے حتیٰ کہ گھر کا کام بھی نہ کرے؟ کیا مرد پر ظلم نہیں ہے؟ کیوں عورت کا خرچ مرد سے متعلق ہو کہ وہ مجبور ہو کر اس کی اطاعت کرے اور اس کی زبردستی اور تنگیوں کو برداشت کرے؟ کیا مناسب نہیں ہوگا کہ مرد

www.kitabmart.in

اورعورت مل کرکام کریں اوراہل وعیال کاخرچ باہمی اتفاق سے فراہم کریں۔

اس کے جواب میں چند اہم نکتہ کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے:

۱۔ طبیعتاً عورت کے ذمہ سنگین بوجھ ہے جواسے انجام دیناہی ہے، جیسے حاملہ ہونا، بچہ جننا، دودھ پلانا، بچہ کی حفاظت اور پرورش نیز اس دشوار گزار ذمہ داریوں کی ادائیگی کی صورت میں گھر کے باہر کام میں مشغول ہونا صحیح نہیں ہے۔

۲۔ عورت مہینہ میں ایک بار اپنی ماہانہ عادت کا مشاہدہ کرتی ہے، ایسے ایام میں اسے آرام کی ضرورت ہے۔

۳۔ اگرچہ شریعت اور قانونی اعتبار سے گھریلو اور بچہ داری کی ذمہ داری عورت پر نہیں ہے لیکن اخلاقی اور آداب و رسوم کے اعتبار سے اس ذمہ داری سے بری نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ یہ گھریلو زندگی کے لوازم میں شمار ہوتا ہےاور گھر کے حسن اور شوہر کی دلچسپی میں اضافہ کرتاہے۔

۴۔ عورت ایک نرم و نازک اور لطیف شی ہے، اور شوہر کے لئے کشش کا سب سے اہم عنصر اس کی لطافت اور حسن ہے۔ اگر گھر کے باہر اس کا کام کرنا اس کی نزاکت اور لطافت نیز حسن پر اثر انداز ہوجائے جس سے شوہر کی کشش اور محبت میں کمی واقع ہوجائے تو نہ یہ اس کے لئے مفید ہے اور نہ ہی اس کے شوہر کے لئے۔

اگر یہ طے ہوجائے کہ عورت بھی مرد کی طرح زندگی کے اخراجات کی تکمیل

www.kitabmart.in

میں برابر کی شریک ہے تو اسے کام کی تعیین میں لامحالہ مردوں کے مقابلہ میں آنا ہوگا تو کبھی سخت اور دشوار کام کے انتخاب کرنے پر مجبور ہوں گی جیسے: کارخانوں اور کانوں میں کام کرنا، آہنی فیکٹریوں میں موٹر سازی، سیمنٹ، تیل کی کمپنی، گھر اور سڑک بنانے، ریلوے اسٹیشن اور وزنی وسائل کے نقل وانتقال کی گاڑیوں کی ڈرائیوری اور اس کے علاوہ تھکا دینے والے امور کی انجام دہی وغیرہ۔

اگر مرد اور عورت باہم شریک ہوں گے تو لازمی طور پر مذکورہ بالا امور کا سامنا ہوگا۔

گزشتہ مطالب سے استفادہ ہوتا ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح اخراجات حیات کی فراہمی کے لئے کام نہیں کرسکتیں اسی لئے تمام خواتین کی حمایت میں اسلام نے یہ ذمہ داری مردوں کے حوالے کی ہے، تاکہ عورت سکون واطمینان کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو نبھا سکے، اور بچہ کی حفاظت اور پرورش میں کوشش کرے، اپنی خوبصورتی اور شادابی کی حفاظت کرے اور مرد کے دل میں اپنا مقام بنائے اور گھر کو انس ومحبت سکون واطمینان کی جگہ قرار دے۔ایسی صورت میں مرد نہایت مطمئن ہوکر بیوی، بچے سے محبت اور دلچسپی کے ساتھ مزید کوشش کرے گا اور اہل وعیال کا خرچ فراہم کرے گا اور خلوص ومحبت اور رضا اور رغبت کے ساتھ اپنی بیوی کے حوالے کرے گا۔

اس بنا پر، اسلام نے واقفیت اور واقعی مصلحتوں پر نظر کرتے ہوئے میاں بیوی اور بچے کی اصلاح میں ازدواجی زندگی کی بنیاد کو مستحکم اور مضبوط کرنے کے لئے

www.kitabmart.in

نان و نفقہ مرد کے ذمہ رکھا ہے۔ اور بے وجہ جانبداری اور دوسرے پر زبردستی نہیں کی ہے۔

مرد اور عورت کی بھلائی اس میں ہے کہ نفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہو۔ چونکہ مرد عورت کا طالب اور عاشق ہے۔ لہٰذا اسے خرچ کرنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے وہ راضی ہے اور اپنی شخصیت کا احساس کرتا ہے۔ نیز عورت کا خرچ مرد سے وابستہ ہے یہ عورت کے حق میں نقصان نہیں ہے اور اسے ایک معمولی خادم کی حیثیت نہیں دیتا بلکہ ازدواجی بنیاد کے استحکام میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ قانونی طور پر ازدواجی زندگی میں آمدنی اہل و عیال سے متعلق ہوتی ہے۔ اور بقدر ضرورت اس کا مصرف بھی ہوتا ہے۔ عورت کی آزادی اور اقتصاد کا مسئلہ نہیں ہے۔

خاتمہ میں اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ نفقہ کا وجوب اسلامی قانون میں مرد پر ہونا اس لئے نہیں ہے کہ عورت گھر میں بیکار بیٹھی اسراف کرتی رہے، اور گھر کے باہر کسی کام کی ذمہ داری نہ لے، بلکہ اسلام نے چاہا کہ عورت اخراجات زندگی کے حصول میں مجبور نہ ہو۔ لیکن اپنی صلاحیت نیز سلیقہ اور امکان سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے شوہر سے مفاہمت اور مشورہ کرے پھر کوئی مناسب کام منتخب کرلے اور فرائض کی انجام دہی کرے اور اس طرح سے آمدنی کا ذریعہ نکالے۔ البتہ اس کی آمدنی خود اس کی ملکیت ہے اس پر ضروری نہیں ہے کہ گھر یا زندگی کے مصرف پر صرف کرے لیکن ایک اچھی خاتون خلوص و محبت کے ساتھ اپنی آمدنی شوہر

www.kitabmart.in

کی طرح خرچ کر دیتی ہے تاکہ مشترک زندگی کے انتظامات میں شریک ہو اور گھر کی مہر و محبت اور رونق میں اضافہ کرے۔

غور کیجیے اور جواب دیجیے

۱۔ زندگی کے اخراجات کس کے ذمہ ہیں؟

۲۔ واجب اخراجات کیا ہیں؟

۳۔ کیا مرد پر نفقہ واجب ہونے سے عورت کی اہانت ہے؟

۴۔ عورت کا نفقہ مرد کے ذمہ کیوں ہے؟

۵۔ کیا مرد پر نفقہ واجب ہونے کی صورت میں اُس پر ظلم ہے؟ کیوں؟

www.kitabmart.in

سبق ۱۰

عورت کی میراث

اسلام کی نظر میں مرد اور عورت دونوں ہی برابر حق رکھتے ہیں جیسے کام کرنا، مال کا حصول اور مالکیت اور اصل ارث میں مشترک ہیں، مرد عورت ایک دوسرے کی میراث پاتے ہیں۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: جو کچھ ماں باپ یا رشتہ دار چھوڑتے ہیں مرد اس میں میراث پاتا ہے اسی طرح عورت بھی اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کی میراث پاتی ہے خواہ کم ہو یا زیادہ اور یہ حصہ بطور فریضہ ہے۔[۱]

مذکورہ آیت میں وضاحت ہوئی ہے کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی میراث پاتی اور ایک معین حصہ کی مالک ہوتی ہیں۔

ارث کی آیت اس وقت نازل ہوئی ہے جب عورتوں کا دنیا میں بالخصوص زمانۂ جاہلیت میں کوئی مقام نہیں تھا۔ زمانۂ جاہلیت کے مرد لڑکی کی خبر سن کے شرمندہ ہوتے تھے اور بے گناہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اور مرنے والے کا مال لڑکوں کو یا صرف بڑے لڑکے کو ملتا تھا اور لڑکیاں میراث سے محروم رہتی تھیں۔ مگر یہ کہ باپ بیٹی سے متعلق کچھ حصہ معین کر کے مرا ہو۔ یا بھائی مہربانی کے عنوان سے بہن کو

---

[۱] سورہ نساء، آیت: ۷

www.kitabmart.in

کچھ دے دے، اسی لئے جب میراث کی آیت آئی اور عورتوں کا بھی میراث میں حصہ معین ہوا تو بعض لوگ ایسے حکم کے قانون کے نفاذ سے تعجب کرنے لگے۔

امام فخرالدین رازی نے آیت کی شان نزول کے بارے میں لکھا ہے: ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ اوس بن ثابت انصاری نے وفات کی اور تین لڑکیاں اور ایک بیوی چھوڑی۔ تو اس کے چچازاد بھائی سوید، عرفجہ نامی جو اس کے وصی تھے آئے اور مرحوم کا تمام ترکہ لے گئے۔ اوس کی بیوی رسولؐ خدا کی خدمت میں آئی اور واقعہ بیان کیا اور کہا: اوس کے وصی نے مجھے یا میری بیٹی کو کچھ نہیں دیا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: گھر جاؤ تاکہ دیکھوں خدا کا کیا حکم آتا ہے۔ اس کے بعد مذکورہ آیت نازل ہوئی، اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مرد اور عورت دونوں ہی میراث پائیں گے۔[۱]

ہاں اسلام نے ایک موقع پر ارث کا قانون بنا کے عورت کی حیثیت کو بلند کیا اور اسے مرد کی صف میں قرار دیا۔ لیکن شریعتِ اسلام میں عورت کا حصہ مرد کے حصے سے نصف معین کیا گیا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اللہ تمہیں، تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصّہ دو لڑکیوں کے برابر ہوگا اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہیں تو انھیں تمام ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا اور اگر ایک ہی ہے تو اسے آدھا اور مرنے والے کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اگر اولاد بھی ہو۔ اور اگر اولاد

---

[۱] تفسیر کبیر، ج ۹ ص ۱۹۴

www.kitabmart.in

نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کے لئے ایک تہائی ہے اور اگر بھائی بھی ہوں تو ماں کے لئے چھٹا حصّہ ہے ان وصیتوں کے بعد جو کہ مرنے والے نے کی ہیں یا ان قرضوں کے بعد جو اس کے ذمہ ہیں۔ یہ تمہارے ہی ماں باپ اور اولاد ہیں مگر تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے حق میں زیادہ منفعت رساں کون ہے یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے اور اللہ صاحب علم بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے۔[۱]

اسلام کی نظر میں لڑکا، لڑکی کے دوگنا ماں باپ کی میراث پائے گا، بھائی بہن کے دوگنا، میاں بیوی ہر ایک آپس میں میراث پائیں گے۔ لیکن اگر ماں باپ بیٹے کی وفات کے وقت زندہ ہوں تو ہر ایک کو چھٹا حصہ (۶/۱) برابر سے میراث ملے گی۔

سوال:

ارث کے قانون پر اشکال کرتے ہوئے کہا ہے: کیوں عورت کے ساتھ فرق ہے اور وہ مرد کے نصف میراث پائے گی؟ کیا یہ ظلم و ستم اور تفریق نہیں ہے؟

جواب:

مرد و عورت کی میراث کے حصّہ کے مسئلہ کو دوسرے قوانین سے جدا نہیں کرنا چاہیے اور مستقل طور پر بحث اور فیصلہ نہ کریں۔ سچ ہے کہ اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان ارث کے باب میں فرق قرار دیا ہے لیکن یہ فرق حقیقت اور واقع

---

[۱] سورہ نساء، آیت: ۱۰

www.kitabmart.in

کے لحاظ اور اس کی اقتصادی ذمہ داریوں کے اعتبار سے ہے جو مرد کی گردن پر عائد ہوتی ہیں۔ اسلامی قانون میں مرد بیوی کو بعنوان مہر کوئی چیز دے۔ بیوی بچوں کے تمام اخراجات مرد کے ذمہ ہیں اس لئے مرد مجبور ہے کہ لگن سے کام کرے اور تمام اخراجات کو فراہم کرے۔ لیکن عورت کام کرنے اور اخراجات زندگی کے فراہم کرنے کی ذمہ دار نہیں ہے، حتی کہ اگر اس کے پاس دولت بھی ہو تو وہ مجبور نہیں ہے کہ زندگی کے اخراجات میں صرف کر دے، بلکہ اپنے لئے ذخیرہ کر سکتی ہے۔ جو مال بھی اسے حاصل ہو خواہ ارث ہو یا کام کر کے حاصل کی ہو، مہر و ہبہ ہو، یا کسی بھی جائز طریقہ سے حاصل کیا ہو وہ اس کا مال ہے وہ سب جمع کر سکتی ہے۔

لیکن مرد اس کے برعکس تمام زندگی کے اخراجات، بیوی کا مہر اور گھر کے ممبر کے اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ اس اعتبار سے عورت شوہر کے تمام اموال، انہیں میں ارث بھی ہے میں شریک ہے اور باواسطہ اس کے اختیار میں آجاتا ہے جبکہ عورت کی میراث کا حصہ اسی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جب ایسا تھا تو اسلام کو قانونِ ارث کے ذریعہ مرد کی مدد کرنی چاہیئے۔

مذکورہ مطالب پر غور کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے: عورت کے ساتھ ارث کے باب میں تفریق ہوئی ہے؟

اگر بہ نظر انصاف دیکھو گے تو تصدیق کرو گے کہ عورت پر ظلم نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی طرف داری ہوئی ہے۔ احادیث میں بھی اس علت کی طرف

www.kitabmart.in

اشارہ ہوا ہے:

امام رضاؑ نے فرمایا: عورت کو مرد کے نصف میراث ملنے کی علّت یہ ہے کہ جب عورت شادی کر لیتی ہے تو اسے شوہر کی بھی میراث ملتی ہے لیکن مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ دے اسی لئے اس کی میراث زیادہ ہے۔ دوسری علت یہ ہے کہ عورت اس کی عیال میں شمار ہوتی ہے۔ لیکن عورت پر شوہر کا نفقہ واجب نہیں ہے، نیز ضرورت پڑنے پر اس کی مدد کرنا واجب نہیں ہے۔ اسی لئے اس کا حق زیادہ ہے۔ اسی سلسلے میں خداوند عالم فرماتا ہے: "اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ"[۱]

ہشام بن سالم نے نقل کیا کہ ابن ابی العوجاء نے احول سے کہا: کیوں ارث کے عنوان سے، بیچاری عورت ایک حصہ لیتی ہے اور مال دار مرد دو حصہ؟ ہشام کہتے ہیں: میں نے یہی سوال امام جعفر صادقؑ سے کیا تو آپ نے جواب دیا: عورت پر عاقلہ (وہ افراد جو کسی کی جانب سے قتل خطا اور ضربت خطا کے جرم کی دیت ادا کرتے ہیں) کی دیت، نان ونفقہ دینا، جہاد کرنا اور اس کے علاوہ دیگر ذمہ داریاں نہیں ہیں لیکن ایسے اخراجات مرد پر واجب ہیں۔ اسی لئے مرد کی دوہری اور عورت کی اکہری میراث ہے۔[۲]

---

[۱] بحار، ج ۱۰۴ص ۳۲۶ [۲] بحار، ج ۱۰۴ص ۳۲۷

www.kitabmart.in

غور کیجیے اور جواب دیجیے

۱۔ ارث کی آیتیں کن حالات اور شرائط میں نازل ہوئی ہیں؟

۲۔ قانون اسلام میں عورت کی میراث کتنی ہے؟

۳۔ عورت کی آدھی میراث مرد کے مقابل کیوں ہے؟

۴۔ کیا میراث کے قانون میں عورت پر ظلم ہوا ہے؟

www.kitabmart.in

سبق ۱۱

متعدد شادیاں

اسلام نے مردوں کو زیادہ سے زیادہ چار دائمی بیوی رکھنے کی اجازت دی ہے۔ یہ اسلام کا لایا ہوا قانون نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی، مشرق میں چند بیویاں رکھنے کا رواج تھا۔ لیکن اسلام نے اس حکم کو منسوخ نہیں کیا بلکہ اس کی اصلاح کر دی، اس کے شرائط معین کیے، چار پر محدود کر دیا، لیکن چند بیویوں کے اصل جواز کو نافذ کر دیا۔

اسلام متعدد بیویاں رکھنے کے قانون سے مردوں کی طرفداری نہیں کرتا اور انہیں خاندان کی تشکیل اور ہوس رانی میں افراد کی رغبت نہیں دلاتا یا ایسا نہیں ہے کہ خواتین کے حقوق کو پامال کر رہا ہو اور ان پر ظلم کو جائز سمجھ رہا ہو بلکہ اسلام کا مقصد خواتین کے ایک حق کا دفاع یعنی گھریلو زندگی نیز بچہ کی پیدائش اور پرورش کی رغبت دلاتا ہے۔

البتہ بعض موقعوں پر مردوں کے حقوق کا دفاع بھی مقصود تھا، اس اعتبار سے چند بیویوں کی تجویز، شرائط کی رعایت کے ساتھ ایک اجتماعی اور سماجی ضرورت جو مردوں اور عورتوں کے حق میں ہے۔ اس بات کی توضیح کے لئے دو مقدمہ کی ضرورت ہے:

www.kitabmart.in

پہلا مقدمہ: اگر چہ لڑکیوں کا وجود لڑکوں سے زیادہ نہیں ہے لیکن مردم شماری سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر شادی شدہ اور شادی کے لائق لڑکیوں اور عورتوں کی مردوں کے مقابل تعداد زیادہ ہے اور اس فرق کی دو وجہیں ہیں۔

پہلی علت یہ ہے کہ مردوں کا جانی نقصان بالخصوص جوان لڑکوں کا عورتوں اور لڑکیوں کے مقابل زیادہ ہے اگر مرنے کے اعتبار سے مردم شماری جو حوادث کے نتیجہ میں ہوئی ہوں جیسے جنگ، سقوط اور آوارہ زندگی، غرق ہونے، کانوں، کارخانوں میں کاریگروں کے جانی نقصان، اگر آپ غور کریں تو اکثر مردوں کا جانی نقصان ہوا ہے ایسے حوادث کے زیر اثر کہ اکثر نقصان مردوں کا ہوا پھر بھی مردوں اور عورتوں کے درمیان تناسب نہیں ہے مزید تحقیق اور تصدیق کے لئے انسانی نقصانات کی تعداد آخری جنگوں میں زیادہ جیسے ایران عراق کی جنگ، امریکہ کا عراق پر حملہ کرنا، افغانستان کی شوروی سے جنگ، نیز ان کے درمیان داخلی جنگ، بوسنی اور صربوں کے مابین جنگ، اور اس کے علاوہ دیگر زیادتی اور جنگیں۔ انسانی نقصانات زیادہ ہیں غالباً مرنے والے اکثر مرد بالخصوص جوان ہیں یا شادی شدہ نہیں تھے یا تو نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ اگر آپ حساب کریں تو معلوم ہوگا کہ عورتوں کی تعداد زیادہ اور مردوں کی کم ہے۔

دوسری علت یہ ہے کہ: دانشوروں کا دعویٰ ہے کہ عورتیں مردوں کی بنسبت بیماریوں کا زیادہ مقابلہ کرتی ہیں موت کی تعداد بچوں اور جوانوں کی بھی اس نظریہ کی تائید کرتی ہے۔ عورت کی درمیانہ زندگی مرد کی درمیانہ زندگی سے زیادہ ہے۔ مردم

www.kitabmart.in

شماری بتاتی ہے کہ بیوہ عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں۔

اس لحاظ سے ایسی بیوہ عورتوں کی تعداد جو شادی کے لائق ہیں، کنوارے مردوں سے زیادہ ہے جو شادی کی احتیاج رکھتے ہیں۔ اور اس کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہم گواہ ہیں کہ بیوہ عورتیں زیادہ ہیں جو اپنی پسند کے مرد سے شادی کی خواہش رکھتی ہیں لیکن ان کے لئے ممکن نہیں ہے، لیکن کوئی کنوارا مرد ایسا نہیں ہے جو شادی کی خواہش رکھتا ہو لیکن شادی کے لئے آمادہ عورت نہ ملے۔

دوسرا مقدمہ: انسان کا طبعی حق خاندان کی تشکیل اور شادی شدہ ہونا ہے جس طرح انسان کو کام کرنے، مکان، دوا، کھانے، کپڑے کی ضرورت ہے اسی طرح شادی کی بھی ضرورت ہے۔

ہر انسان خواہ مرد ہو یا عورت وہ شادی کرنے کا حق رکھتا ہے نیز سکون واطمینان خاندانی میل ومحبت، پیدائش اور بچوں کی پرورش کا خواہشمند ہوتا ہے۔ عورت بھی چونکہ انسان ہے لہٰذا ایسی خواہش رکھتی ہے اور اس کی حقدار ہے لہٰذا اجتماعی قانون اس طرح بننا چاہیے کہ اپنے طبعی حق سے استفادہ کا موقع سارے انسانوں کو ملے۔

مختصر یہ کہ ایک طرف ہر سماج میں ایسی بیوہ کی تعداد زیادہ ہے جو شادی کی خواہش مند ہیں اور اگر شادی نہ کریں ممکن ہے کہ بے راہ روی اور فساد میں ملوث ہو جائیں۔ دوسری طرف کنوارے مردوں کی تعداد اتنی نہیں ہے کہ ان بیواؤں سے

www.kitabmart.in

شادی کریں۔ اس لئے کہ اکثر و بیشتر وہ لوگ کنواری لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں پھر ضرورت مند بیواؤں کا راہ حل کیا ہے؟ یا آزادی، فساد، جنسی برے آثار کو جائز قرار دیں۔ جیسا کہ مغربی ممالک اس بات کے قائل ہیں یا چند عورتوں سے شادی بیاہ کے قائل ہو جائیں جسے اسلام بھی قبول کرتا ہے۔

اسلام نے ان ضرورت مند بیواؤں کے فائدہ جو خاندان کی تشکیل، اجتماعی برائی کی روک تھام، جنسی بے راہ روی کے حل کے لئے تعدد زوجات کے عنوان سے راہ حل پیش کیا ہے۔

تعدد زوجات کا ایک راستہ یہ بھی ہے کہ مرد کی بیوی بانجھ یا بیمار ہے جبکہ یا عورت مکمل بانجھ ہو یا لاعلاج بیماری کی وجہ سے بچہ ہونا یا حمل کا استقرار اس کے لئے نقصان دہ ہو اور مرد بچہ کی ضرورت محسوس کرے، عقل اور ضمیر انسان کو اجازت دیتا ہے کہ متعدد شادیاں کرے۔

اسی طرح اُس صورت میں بھی کہ بیوی بیمار ہو اور مرد کی جنسی خواہشات پوری نہ ہو پاتی ہو تو ایسے مرد کے لئے دوسری شادی کرنا ضروری ہے۔

اس کی راہ حل یہ ہے کہ یا پہلی بیوی کو طلاق دے یا اس کے باوجود دوسری بیوی لائے اور یہ عمل عورتوں کی حق میں ہے۔

خاتمہ میں اس بات کی طرف یادآوری ضروری ہے: اس بات پر نظر کرتے ہوئے کہ شادی کا سب سے اہم فائدہ خاندان میں انس و محبت، سکون و چین کا ہونا

www.kitabmart.in

ہے ایک بیوی چند بیویوں پر ترجیح رکھتی ہے۔اسلام بھی مردوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ صرف شہوت رانی اور ہوس کے لئے دوبارہ شادی کریں اگر دوسری شادی کی اجازت دیتا ہے تو صرف ایک سماجی اور بیواؤں کی ضرورت کے تحت جو شوہر کی ضرورت محسوس کرتی ہیں۔

زمان ومکان کے شرائط اور حالات، سماج، موقع ومحل افراد کے وجود کے لحاظ سے فرق ہے اگر انفرادی اور اجتماعی اعتبار سے ضرورت نہ ہو تو ایک بیوی کا ہونا بہتر ہے لیکن اگر سماجی لحاظ سے چند بیویوں کی ضرورت ہو یا ایک شخص یا چند اشخاص کے لئے متعدد بیویاں ضروری ہوں۔تو عورت مرد دونوں کو چاہیے کہ اس امر میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔ جو مرد دوسری شادی کا ارادہ رکھتا ہے سب سے پہلے مالی اور جسمانی اعتبار سے اپنا جائزہ لے۔اگر دو بیوی کا بوجھ اٹھانا ممکن نہ ہو تو پھر اس نظریہ سے باز آجائے۔اس کے بعد اس موضوع کو بیوی کے سامنے رکھے اور دوسری شادی کی ضرورت کا اس کے سامنے اظہار کرے، اسے عدل وانصاف کی رعایت اور دو بیوی کے درمیان برابری کے لحاظ سے مطمئن کرے، اور ہر ممکن راہ سے اسے راضی کرے۔

ایسے شخص کی بیوی پر لازم ہے کہ ایک انفرادی یا اجتماعی ضرورت کی تکمیل کی خاطر عفو ودرگزر، ایثار وفداکاری کا ثبوت دے۔شدید جذبات سے کام نہ لے۔ شوہر اور بیوہ خواتین کی بھی مشکلات کو نظر میں رکھے، اس سے بھی بالاتر رضائے خداوندی کو نظر میں رکھے، اور اپنے شوہر کی جائز خواہشات میں موافقت کرے۔

www.kitabmart.in

اگر دوسری شادی میاں بیوی کی باہمی مفاہمت اور مشورہ سے ہو تو کوئی مشکل نہیں ہے۔

تعدد زوجات کے شرائط

اگرچہ اسلام نے تعدد زوجات کی اجازت دی ہے لیکن اس کے لئے شرائط معین کی ہیں جن کی بھرپور رعایت کرنا بہت مشکل کام ہے:

۱۔ دونوں بیویوں کے تمام اخراجات پورے کرنے کے لحاظ سے اقتصادی امکان کا ہونا۔

۲۔ دو بیوی کے اعتبار سے جنسی خواہشات کی تکمیل کی صلاحیت کا ہونا۔

۳۔ دو فیملی کے درمیان مکمل عدل و انصاف کا ہونا جس میں کسی طرح کی کوئی تفریق نہ ہو۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اپنی پسند کے مطابق عورتوں سے شادی کرو۔ ۲ یا ۳ یا ۴۔ لیکن اگر ڈر ہو کہ عدالت نہ کر پاؤ گے تو پھر ایک سے زیادہ نہیں۔[۱]

مذکورہ آیت میں دوسری شادی کی تجویز شرط ہے کہ انصاف اور عدالت نہ برتنے کا خوف نہ ہو یہ مشکل امر ہے۔

---

[۱] سورہ نساء، آیت: ۳

www.kitabmart.in

جو شخص ایک سے زیادہ بیوی رکھتا ہے اس کا فریضہ ہے، نفقہ کی مقدار، نوعیت اور کیفیت، ساتھ سونے کے لحاظ سے جنسی لطف اندوزی، حتیٰ اخلاقی رفتار، ان کے درمیان مساوات اور عدل وانصاف کی رعایت کرے، خواہ ان کے درمیان سن وسال، حسن و جمال، اخلاقی اور سماجی حیثیت کے اعتبار سے فرق کیوں نہ ہو یا دیگر خصوصیات اور امتیاز کے اعتبار سے فرق ہو، لیکن مرد کی ذمہ داری ہے کہ سب کے اعتبار سے یکساں برتاؤ کرے۔

یہ واضح ہے کہ مکمل عدل وانصاف کی رعایت ایک دشوار کام ہے بہت کم مرد ایسے ہیں جو اس کے انجام کی صلاحیت رکھتے ہیں جبکہ قرآن بھی وضاحت کر رہا ہے کہ اگر انصاف نہ کرنے کا خطرہ ہو تو پھر ایک ہی بہتر ہے۔ لہٰذا، دوسری شادی ایک مشکل اور دشوار امر ہے ایسی ذمہ داری کی حامل ہے جس کی ہر مرد میں صلاحیت نہیں ہوتی۔

غور کیجیے اور جواب دیجیے

۱۔ تعدد زوجات کے بارے میں اسلام کا کیا مقصد ہے؟

۲۔ اسلام نے بیوہ خواتین کو شادی کا حق کیوں دیا ہے؟

۳۔ اسلام نے چند بیویوں کی اجازت کیوں دی ہے؟

www.kitabmart.in

۴۔ اگر چند بیوی رکھنے کی اجازت نہ دی ہوتی تو کیا ہوتا؟

۵۔ دوسری شادی کی شرط کیا ہے؟

۶۔ اگر دوسری شادی کی ضرورت ہوتو کس طرح کا قدم اٹھانا چاہیئے؟

۷۔ اگر دوسری شادی کی ضرورت ہوتو مرد کی پہلی بیوی کا کیا فریضہ ہے؟

www.kitabmart.in

سبق ۱۲

طلاق

اگرچہ زن و شوہر کی جدائی اور طلاق کو خاص شرائط کے تحت اسلام نے جائز قرار دیا ہے لیکن یہ عمل نفرت آمیز اور ناپسندیدہ ہے اور احادیث میں اس کی مذمت ہوئی ہے۔ نمونے کے طور پر:

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: خداوند عالم اس گھر کو دوست رکھتا ہے جس میں شادی ہو، اور جس گھر میں طلاق واقع ہو اس کو دوست نہیں رکھتا۔ خدا کے نزدیک طلاق سے زیادہ نفرت آور کوئی چیز نہیں ہے۔[۱]

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حلال امور کے درمیان طلاق سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے۔ خداوند عالم ایسے مردوں کو جو کثرت سے طلاق دیتے اور شادی کرتے ہیں انہیں دشمن رکھتا ہے۔[۲]

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا کو خبر ملی کہ ابو ایوب انصاری اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا: ام ایوّب کا طلاق دینا گناہ ہے۔[۳]

امام محمد باقرؑ نے رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: جبرئیل نے عورت

---

[۱] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۶۷ [۲] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۶۷ [۳] وسائل، ج ۱۵ ص ۲۶۷

www.kitabmart.in

کے بارے میں مجھ سے وصیت کی ہے کہ میں نے گمان کیا کہ سوائے کھلم کھلا برائیوں میں ملوث ہونے کے کسی اور موقع پر اس کو طلاق دینا جائز نہیں ہے۔[۱]

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: شادی کرو لیکن طلاق نہ دو، اس لئے کہ طلاق سے عرش الٰہی لرزتا ہے۔[۲]

رسولؐ خدا نے فرمایا: خداوند عالم کے نزدیک مباح چیزوں کے درمیان نکاح سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اور طلاق سے زیادہ کوئی مباح ناپسندیدہ نہیں ہے۔[۳]

طلاق اسلام کی نظر میں ایک برا عمل ہے کہ حتیٰ الامکان اس سے پرہیز کرنا چاہیے اس لئے کہ عرش الٰہی لرزتا ہے لیکن بعض وجہوں سے حرام نہیں ہوا ہے۔ لیکن شدید ممانعت ہوئی ہے نیز طلاق سے روک تھام کے لئے طلاق کے اسباب میں رکاوٹ پیدا کرنا ضروری ہے کہ جن میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے:

۱۔ طلاق کا ایک سبب اپنی جائز بیوی سے بے توجہی اور اجنبی عورتوں سے دل لگی اور ان کی طرف نظر کرنا ہے۔ نیز ان میں سب سے اہم عامل بے پردگی اور عورتوں کی بدعنوانی ہے اور مردوں کا نگاہ کرنا ہے اگر کسی مرد کی نظر گلی کوچہ میں کسی عورت پر پڑ جائے اور وہ اس کی بیوی سے خوبصورت اور حسین ہو تو ممکن ہے کہ اس کا گرویدہ ہو جائے، اور اپنی بیوی سے بے توجہی کرے۔ اور جب گھر آئے

---

[۱] مکارم الاخلاق، ج ۱ ص ۲۴۸ [۲] مکارم الاخلاق، ص ۲۲۵ [۳] مستدرک الوسائل، ج ۳ ص ۲

تو مختلف اعتراضات اور بہانے سے گھر کے ماحول کو تلخ بنائے اور ممکن ہے کہ یہی چیز طلاق کا باعث ہو جائے۔

www.kitabmart.in

اسلام اس بات کے ظہور کی روک تھام کرنے کے لئے خواتین کو حجاب کا حکم دیتا ہے، نیز اپنے حسن و جمال کو اجنبی مردوں کی نمائش کا ذریعہ نہ بنائیں، اور اپنے شوہروں کے علاوہ کسی اور کے لئے آرائش نہ کریں۔ دوسری طرف مردوں کو حکم دیتا ہے کہ نامحرم عورتوں کی طرف نگاہ نہ کریں، ہنسی مذاق، میٹھی میٹھی باتوں سے پرہیز کریں، اور اگر ان کی نگاہ کسی نامحرم عورت پر پڑے تو ان کا پیچھا نہ کریں اور فوراً اپنی نگاہیں جھکالیں۔

۲۔ طلاق کا دوسرا سبب عورت اور مرد کا ایک دوسرے سے بددل ہونا اور جنسی خواہشات کا پورا نہ ہونا ہے، اکثر و بیشتر طلاق اور بے راہ روی اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ مرد یا عورت جنسی قوت کے اعتبار سے خواہشات کی تکمیل نہیں کر پاتے۔

اسلام اس سے روکنے کے لئے عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ گھر میں اچھے سے اچھا لباس پہنیں، شوہر کی خواہش کے مطابق زینت و آرائش کریں اور اس کے سامنے آئیں۔ مردوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ نظافت و پاکیزگی کا خیال رکھیں اور سر اور داڑھی مونچھ وغیرہ کی اصلاح کریں اور گھر میں بھی اچھی زندگی گزاریں۔

دوسری طرف مرد عورت دونوں کو حکم دیتا ہے کہ مجامعت کے وقت صرف

www.kitabmart.in

اپنی خواہش کی تکمیل کی فکر نہ کریں بلکہ دوسرے کی کامیابی اور خواہش کی تکمیل کی بھی کوشش کریں۔

۳۔ طلاق کا تیسرا سبب بدسلوکی، اعتراض اور بہانہ بازی، کشمکش، ضد اور میاں بیوی کی تو تو میں میں ہے۔ طلاق کے اعداد بتاتے ہیں کہ اکثر طلاق کا باعث میاں بیوی کے درمیان اخلاقی ناسازگاری ہے۔

اسلام نے اس امر سے روکنے اور گھریلو زندگی میں استحکام لانے کے لئے میاں بیوی میں سے ہر ایک کے لئے وظائف اور حقوق مقرر کئے ہیں اور ان سے درخواست کی ہے کہ اپنے فرائض پر عمل کریں۔ اس کے علاوہ یہ مطالبہ کیا ہے کہ من مانی، ظلم واستبداد، ہٹ دھرمی سے پرہیز کریں اور وسعت صدر اور عفو و درگزر کی صلاحیت پیدا کریں۔ اور طبیعی اختلاف کو عقل سے حل کریں۔

میاں بیوی کے فرائض اخلاقی کتابوں میں بیان ہوئے ہیں جس کی طرف پہلے بھی اشارہ ہو چکا ہے۔

۴۔ چوتھا ذریعہ جو اسلام نے میاں بیوی کے اختلاف کے حل کا نکالا ہے اور طلاق سے روکنے کے لئے اپنایا ہے وہ یہ کہ فیصلہ کرنے والوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ یہ کمیٹی دو آدمیوں پر مشتمل ہو ایک مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے یہ دونوں لوگ مرد و عورت کے رشتہ دار بھی ہو سکتے ہیں اور غیر رشتہ دار بھی ہو سکتے ہیں۔

www.kitabmart.in

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف کا اندیشہ ہے تو ایک حکم مرد کی طرف سے اور ایک عورت والوں میں سے بھیجو۔ پھر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو خدا ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کر دے گا بے شک اللہ علیم بھی ہے اور خبیر بھی۔[۱]

فیصلہ کرنے والوں کی کمیٹی بغرض اصلاح میٹنگ کریں، اور زن و شوہر دونوں کو میٹنگ میں شرکت کی دعوت دیں۔ اختلاف کا موضوع کیا ہے دریافت کریں، پوری توجہ اور انصاف کے ساتھ دونوں کی باتیں سنیں، جدھر حق کو پائیں دوست و احباب دوسری طرف سمجھائیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ان کے فرائض سے آشنا کریں۔ پھر اس وقت ان لوگوں کو چشم پوشی اور ازدواجی زندگی کے فرائض اور خاندانی بنیاد کو مضبوط کرنے کی سعی اور کوشش کریں اور اختلاف کے خطرناک انجام اور طلاق سے ڈرائیں۔ اس طرح سے ان کے درمیان صلح و آشتی قائم کریں۔

یہ بات یاد رہے کہ اسلامی فیصلہ کرنے والوں کی صلح اور اس صلح میں جو قانون کے جبر کے تحت واقع ہوئی ہے بڑا فرق ہے، قانونی صلح جیسے دو شریک، دو پڑوسی اور دشمنوں کی ہوتی ہے کہ اس میں دونوں پر لازم ہو گا کہ ایک دوسرے کے حق سے تجاوز نہ کریں۔

لیکن جو صلح اسلام نے فیصلہ کرنے والوں کے ذریعہ مقرر کی ہے قانونی

[۱] سورہ نساء، آیت: ۳۵

www.kitabmart.in

التزام کے معنی میں نہیں ہے بلکہ قلبی کدورتوں کے ختم کرنے اور اختلاف کی جڑ اکھاڑ پھینکنے کے معنی میں ہے نیز اس بات کی سعی وتلاش ان دونوں کے درمیان تفاہم اور خانوادگی تعلق کا مستحکم کرنا اور زندگی میں بحالی لانا اور میاں بیوی کے روابط کو معمول پر لانا ہے۔ اس صلح کا پہلی صلح پر امتیاز کسی سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن اگر تحقیق اور ضروری اقدامات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں بیوی کے درمیان اختلاف گہرا ہے اور عشق ومحبت کی آگ بالکل خاموش ہو چکی ہے اور اصلاح کی کوئی امید نہیں ہے، حتی کہ چشم پوشی اور نظر اندازی کے بعد بھی کوئی راہ نہ ہو، ایسی صورت میں میاں بیوی کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں تا کہ ایک دوسرے سے علاحدہ ہو جائیں، یا انہیں طلاق کی راہ دکھاتے ہیں۔

۵۔ صداق ومہر کا ادا کرنا۔ پانچویں چیز جو طلاق کے لئے رکاوٹ بن سکتی ہے یا اسے تاخیر میں ڈال سکتی ہے، مہر کا ادا کرنا ہے۔ یعنی اگر مرد نے پہلے مہر دے دی ہے تو عورت کو مطالبہ کا حق نہیں ہے اور اگر نہیں دی ہے تو اس کا فرض ہے کہ طلاق کے وقت دے دے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: اگر تم ایک زوجہ کی جگہ دوسری زوجہ لانا چاہو اور ایک کو مال کثیر بھی دے چکے ہو تو خبردار اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔ کیا تم اس مال کو بہتان اور کھلے گناہ کے طور پر لینا چاہتے ہو اور آخر کس طرح تم مال کو واپس لوگے

جب کہ ایک دوسرے سے متصل ہو چکا ہے اور ان عورتوں نے تم سے بہت سخت قسم کا

خ

www.kitabmart.in

عہد لیا ہے۔[۱]

مہر زوجہ کا شرعی اور قانونی حق ہے۔ وہ اسے ہر ممکن راستے سے وصول کر سکتی ہے۔ اگر مرد نے نقد نہیں دیا ہے تو طلاق کے وقت ضرور ادا کر دے۔ اگر مہر ملکیت یا قابل اہمیت پیسہ ہو تو ممکن ہے کہ طلاق سے روک دے، بالخصوص محتاج اور کم پیسہ والے مرد اس سے طلاق نہیں دے سکیں گے۔

۶- بچوں کی دیکھ بھال اور سرپرستی اور ان کی اخراجات زندگی کیوں کہ یہ سب کچھ مرد کے ذمہ ہے۔ جب گھر کا ماحول بہتر اور معمول پر ہو اور میاں بیوی اچھی طرح باہمی زندگی گزار رہے ہوں، عورتیں عام طور پر یہ ذمہ داری خود بخود قبول کرتی ہیں، نتیجہ کے طور پر مردوں کو کام کرنے اور گھریلو اخراجات کے فراہمی کے لئے موقع مل جائے گا۔

اگر میاں، بیوی کے درمیان جدائی ہوگی تو بچوں کی دیکھ بھال اور سرپرستی خود بخود مرد کے ذمہ آجاتی ہے۔ ان دو ذمہ داریوں کے درمیان جمع کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کو ماں کی ضرورت ہوتی ہے اس کمی کو باپ پورا نہیں کر سکتا، اسی لئے اگر باپ خوب غور و فکر کرے اور برے نتائج اور مشکلات پر نظر رکھے تو اکثر طلاق سے باز آجائے گا اس لحاظ سے، بچے کا وجود اس کی سرپرستی دیکھ بھال بھی طلاق سے مانع ہو سکتی ہے اور گھریلو زندگی میں استحکام اور مضبوطی لا سکتی ہے۔

---

[۱] سورہ نساء، آیت: ۲۰-۲۱

www.kitabmart.in

۷۔ دو عادل گواہوں کا حاضر ہونا: اسلام نے طلاق کے صحیح ہونے کے لئے صیغہ طلاق پڑھتے وقت دو عادل گواہوں کے حاضر ہونے کی شرط لگائی ہے۔

اوّل: صحت طلاق کے لئے صحیح صیغہ کا جاری ہونا شرط ہے جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔

دوم: صیغہ طلاق کے جاری ہونے کے وقت دو عادل گواہ ہوں، تا کہ صیغہ طلاق سنیں اور اس کی ضرورت کے وقت گواہی دیں۔

اس بات پر نظر کرتے ہوئے کہ صیغہ طلاق جاری کرنے والے اور عادل گواہ کا حضور ممکن نہیں ہے اس کے لئے طولانی مدت کی ضرورت ہے جو مرد کو طلاق میں جلد بازی سے روک سکتا ہے۔

اس طولانی مدت میں امکان ہے کہ مرد عقل و ہوش سے کام لے اور تعصب اور ضد میں کمی آجائے، اور طلاق کے برے نتائج اور مختلف مشکلات کے بارے میں خوب سوچے اور طلاق دینے سے باز آجائے اس کے دوست واحباب اور خیر خواہ اس سلسلے میں اس کی مدد بھی کر سکتے ہیں۔ ان تمام شرائط کے باوجود صیغہ طلاق جاری کرنے والے اور دو عادل گواہ فوراً طلاق نہ پڑھ دیں گے بلکہ اختلاف دور کرنے کی کوشش کریں گے اور صلح وآشتی کی کوشش کریں گے اگر طلاق ضروری ہو جائے پھر بھی تاخیر کریں گے تا کہ عاقبت اندیشی اور طلاق سے باز آنے کا زیادہ موقع مل جائے۔ اسلام چونکہ طلاق کا مخالف ہے لہٰذا اسے ہر ممکن طریقے سے طلاق سے باز رکھنے کی سعی کرے گا۔

www.kitabmart.in

۸۔ عدۂ طلاق: اگر طلاق تمام شرائط کے ساتھ واقع بھی ہو جائے پھر بھی اسلام ازدواجی رشتہ کو ختم نہیں کرتا بلکہ ایک زمانہ بعنوان عدۂ طلاق معین کیا ہے اور طلاق رجعی میں مرد کو اجازت دی ہے کہ اپنے سابق ازدواج کی طرف رجوع کرسکتا ہے بغیر کسی نئے نکاح اور مہر کے۔

اسلام اس درجہ نکاح کی بقاء اور حفاظت کو اہمیت دیتا ہے حتی کہ طلاق کے بعد عدہ کے زمانہ میں بھی رجوع کی فرصت دی ہے تا کہ میلان کی صورت میں اپنے سابق ازدواج کی طرف رجوع کرلیں۔

غور کیجیے اور جواب دیجیے

۱۔ اسلام طلاق کو کیسا تصور کرتا ہے؟

۲۔ حلال کاموں کے درمیان خدا کے نزدیک سب سے بدتر کام کیا ہے؟

۳۔ اسلام نے طلاق سے روک تھام کے لئے کیا طریقہ اپنایا ہے؟

۴۔ طلاق کے اسباب کیا ہیں اور اسلام نے ان سے کس طرح جنگ کی ہے؟

۵۔ فیصلہ کرنے والوں کی کمیٹی کیا کرے گی؟

۶۔ اسلام نے طلاق میں تاخیر کے لئے کیا کیا ہے؟

۷۔ طلاق میں تاخیر کا کیا فائدہ ہے؟

www.kitabmart.in

سبق ۱۳

فلسفہ طلاق

اگر کوئی اصل طلاق کی قانون گزاری میں اعتراض کرتے ہوئے یہ کہے کہ:

اگر طلاق واقعی شارع اسلام کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، جیسا کہ پہلے آپ نے بیان کیا ہے، پھر کیوں اسے حرام نہیں کیا؟ کسی چیز کا حلال ہونا کسی چیز کی ناپسندیدگی کیسے قابل جمع ہے؟ اسلام نے طلاق کو کیوں جائز قرار دیا؟ اور اس کا فلسفہ کیا ہے؟

اس کا جواب دیا گیا ہے: طلاق ایک برا اور ناپسندیدہ کام ہے لیکن بعض موقعوں پر ایک اجتماعی ضرورت ہے جس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر اعضاء بدن کا کاٹنا ایک دردناک اور ناپسندیدہ امر ہے لیکن بعض وقت عضو کا کاٹنا ضروری ہو جاتا ہے اور انسان کی مصلحت میں ہے، جیسا کہ کینسر کی بیماری میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ طلاق کے بارے میں بھی ایسا ہی ہے جب کہ ازدواج میاں بیوی کے لئے تکلیف دہ اور دردناک اور غیر قابل تحمل اور طلاق کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہ گیا ہو، تو پھر طلاق بہترین راستہ ہے انہیں مقامات میں ایک مقام یہ بھی ہے کہ مرد و عورت کے درمیان عشق و محبت کا جذبہ بالکل نہ رہ گیا ہو اور مرد کسی صورت سے بھی اپنی بیوی کو نہیں چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں عورت عشق و محبت سے نیچے آ چکی ہے اور فیملی کی بنیاد خراب ہو چکی ہے۔

www.kitabmart.in

جس گھر میں مہر و محبت نہ ہو وہ تاریک اور وحشت ناک گھر ہے نہ یہ کہ صرف مرد و عورت کے لئے سکون و اطمینان کی جگہ نہیں رہ گئی بلکہ ایک تاریک قید خانہ اور جھلسانے والا جہنم ہے۔

زوجیت ایک فطری جوڑ ہے، جو مرد و عورت کے درمیان برقرار ہوتا ہے اور دیگر تمام عہد و پیمان جیسے خرید و فروخت، اجارہ، رہن، صلح اور شرکت وغیرہ سے مکمل جدا اور علاحدہ ہے۔ یہ صرف اجتماعی اور سماجی نیز اعتباری قرارداد ہے کہ اس میں طبیعت اور خواہش کا کوئی دخل نہیں ہے۔ برعکس ازدواج کے کہ یہ ایک طبیعی پیوند ہے جو میاں بیوی کی طبیعت اور خواہش میں بعنوان اصل قائم ہوتا ہے، اور طبیعی خواہش سے وجود میں آتا ہے۔ ازدواج مرد اور عورت کے اندرونی جذبہ اور وحدت اتصال اور ہم دلی سے وجود میں آتا ہے۔

یہ طبیعت کا میلان، میاں بیوی کی طبیعت میں دو مختلف عنوان سے ودیعت کیا گیا ہے، مرد کی طرف دوست، عشق، خواہش اور ساتھی کے عنوان سے اور عورت کی طرف خود آرائی، جاذبیت، تسخیر قلب مرد کو قلبی اعتبار سے اپنے ہمراہ کرنے کے عنوان سے ہے۔

مرد کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنی محبوبہ کو شریک حیات بنائے اور عورت کی خواہش ہوتی ہے کہ عاشق کو شوہر بنائے اور اس کا دل جیتے۔

خاندان کی بنیاد انہیں دونوں چیزوں پر قائم ہوتی ہے، اگر میاں بیوی اپنی

www.kitabmart.in

دلی مراد کو پہنچ چکے ہوں تو گھر کا ماحول پاکیزہ اور صاف ستھرا ہو جاتا ہے مرد اپنی بیوی سے کتنی توقعات رکھتا ہے اور اس کے عیش و آرام میں تن من دھن سے لگن اور فداکاری کا اظہار کرتا ہے عورت بھی اپنے کو خوش بخت اور کامیاب تصور کرتی ہے اور گھر کی نگرانی، شوہر کی اطاعت اور بچوں کی تربیت میں حد سے زیادہ ایثار اور فداکاری کرتی ہے۔

لیکن اگر مرد اپنی قانونی بیوی سے دوستی، ملاقات اور معاشرت کا اظہار نہ کرے بلکہ نفرت اور بیزار رہے اور عورت کو بھی یہ احساس ہو جائے کہ مجھ سے محبت میں کمی واقع ہو گئی ہے اور اس کا شوہر اسے نہیں چاہتا ایسی صورت میں گھر اپنے دو اصلی رکن کو کھو چکا اور ویران کر چکا ہے۔ ایسی زندگی خاندان کے لئے بکھری ہوئی اور بے ترتیب لگنے لگتی ہے اور عورت مرد کے لئے دردناک اور سخت ہو جاتی ہے اس سلسلہ کی بقاء مرد و عورت کسی کے لئے بہتر نہیں ہوتی۔ ایسے موقع کے لئے اسلام اگرچہ طلاق کو ناپسند کرتا ہے لیکن اسے بہترین راہِ حل بتاتا ہے اور جائز قرار دیتا ہے۔ قانون طلاق کی شرعی حیثیت ایسے ہی موقع کے لئے ہے۔

دوسرا مقام اخلاقی لحاظ سے موافقت کا نہ ہونا ہے: جب مرد اور عورت کے درمیان کسی صورت موافقت نہ ہو اور دونوں کا انداز فکر الگ الگ ہو، دونوں ہی خود پسند، ضدی اور شب و روز جھگڑا لڑائی و اختلاف رکھتے ہوں، کسی کی نصیحت اور راہنمائی پر عمل نہ کرتے ہوں، کسی صورت بھی تیار نہیں ہوتے کہ اصلاح کر کے اپنے

www.kitabmart.in

میں تغیر لائیں۔ ایسے گھرانے کی زندگی بہت دشوار اور دردناک ہوتی ہے، اور اس سلسلہ میں بقاء نہ مرد کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے اور نہ عورت کے لئے ایسے موقع کے لئے بھی طلاق بہترین راہِ حل ہے، اور اسے اسلام جائز سمجھتا ہے۔

اس لحاظ سے بعض موقعوں پر طلاق بہترین راہِ حل اور ایک اجتماعی ضرورت اور ممنوع نہیں ہے ممکن ہے کہ کوئی کہے: مشکل ہے کہ صرف ضروری مقامات پر طلاق کو قبول کریں لیکن قانون طلاق مطلق ہے اور ہوس پسند مردوں کو اجازت دیتا ہے کہ معمولی بہانہ سے اپنی اس مظلومہ بیوی کو جس نے اپنی جوانی، شادابی، اور تمام امنگیں اس گھر پر قربان کردی ہوں پھر بھی مرد طلاق دے دے اور اپنے مانوس آشیانہ سے باہر نکال دے، کچھ دن بعد دوسری بیوی لے آئے۔ کیا ایسے طلاق کی تجویز عورت پر ظلم نہیں ہے؟

جواب دیا جائے گا کہ اسلام بھی شہوت پرستی، ہوس بازی کے لئے طلاق کا سخت مخالف ہے، اور اس کے اسباب سے شدت کے ساتھ برسرپیکار ہے اور طلاق کے لئے شرائط وقوانین معین کئے ہیں اور موانع پیدا کئے تاکہ جہاں تک ممکن ہو طلاق کی روک تھام ہو۔

لیکن کسی بھی وجہ سے عورت کی محبت میں کمی آگئی اور مرد بیزار ہوگیا، تو کیا کرنا چاہیئے راہ چارہ کیا ہے؟ عورت محسوس کرتی ہو کہ اب وہ مرد کی محبوبہ اور ملکہ نہیں رہ گئی ہے اور مرد اس سے نفرت کرتا ہے، ایسا دل سوز واقعہ عورت کے لئے عذاب اور

www.kitabmart.in

ذلت ہے۔ کیا درست ہے کہ ایسی عورت کو قانون کے زور سے گھر میں رکھا جائے اور جدائی سے روکا جائے؟ قانون کے زور سے عورت کو گھر میں رکھا جا سکتا ہے اور مرد سے نان ونفقہ لیا جا سکتا ہے، لیکن محبوبیت اور عشق پیدا نہیں کیا جا سکتا ہے جب کہ یہی عنصر ازدواجی زندگی کی بنیاد ہے، اس کو بہترین راہِ حل تصور کرتا ہے اور جائز سمجھتا ہے۔

ممکن ہے کوئی یہ کہے: اگر بعض موقعوں پر طلاق بہترین راہِ حل اور ایک ضرورت ہے، تو پھر کیوں مرد سے مخصوص ہے اور عورت کو اس کا حق نہیں دیا گیا ہے؟ اس لئے کہ بالکل یہی تمام احتمالات عورتوں کے سلسلے میں بھی ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے بیوی شوہر کو نہ چاہتی ہو، اور ازدواجی زندگی سے بیزار ہو۔ ایسے موقع پر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ محبت نہیں ہے اور عملی طور پر ازدواجی زندگی ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا عورت کو بھی حق دیا جانا چاہیے کہ اپنے شوہر کو طلاق دے دے اور ازدواج کے ختم کا اعلان کر دے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: عورت کی بے توجہی اور عدم انس کو زندگی کے خاتمہ سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، بلکہ مرد کی کوتاہی اور تقصیر سے تعبیر کیا جائے جو ازدواجی زندگی کے فرائض کے انجام میں ہوئی ہے۔ اس لئے کہ عورت کی محبت اور لگاؤ کی کمی مرد کے ہاتھ میں ہے، اگر سچ مچ مرد عورت سے محبت اور عشق کا اظہار کرے، ازدواجی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے اور اپنی عادات واطوار، رفتار وکردار کی اصلاح

www.kitabmart.in

کر لے، عورت بھی اکثر ہمدرد، مہربان اور عاشق ہوتی ہے اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ مرد کے دل پر قبضہ کیے رہے۔ اس اعتبار سے، اگر عورت زندگی اور شوہر سے بے توجہ اور تنگ آچکی ہے تو اس میں قصور یا تقصیر مرد کی ہے۔ ایسی صورت میں طلاق ضروری نہیں ہے بلکہ مرد کو اس کی ذمہ داریوں سے آشنا کرانا چاہیے اور عورت رکھنے کے ظریفانہ ہنر سے آگاہ کرنا چاہیے، تاکہ اپنی رفتار و گفتار، اخلاق و کردار کی جانب تجدید نظر کرے اور ہر ممکن راہ سے اپنی بیوی کا دل جیت کر اسے مہر و محبت، امید و آرزو سے بھر دے۔

ممکن ہے کوئی کہے: اگر مرد اپنی بیوی کو مارے پیٹے یا نفقہ نہ دے اور اس پر سختی روا رکھے یا ہمبستری اور جنسی خواہش کی تکمیل نہ کرے یا اسے اذیت و آزار دے یا برا بھلا کہے، گالی بکے، حتی کہ اسے طلاق دینے سے بھی انکار کرے، ایسی صورت میں عورت کا وظیفہ کیا ہے؟ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ صبر کرو اور جلتی رہو اور صلح کرو اور موت تک سمجھوتا کرتی رہو؟ ایسے موقع پر عورت کو طلاق کا حق کیوں نہیں دیا گیا ہے تاکہ ایسے دردناک قید خانہ سے خود کو آزاد کر لے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کی عدل و انصاف اور افراد کے حقوق کی رعایت پر بنیاد قائم ہے اور کبھی مرد کی عورت کے بہ نسبت ناشائستہ رفتار اور ظالمانہ رویہ کی تائید اور تجویز نہیں کرتا ہے، بلکہ شدت سے اس کی مخالفت اور عورت کے حق کا دفاع کرتا ہے۔

www.kitabmart.in

عورت ایسے موقع پر عدل پرور قاضیوں کی طرف رجوع کرے گی اور ان سے درخواست کرے گی کہ اس کے شوہر کو نصیحت کریں اسے عدل وانصاف اور اپنی ذمہ داریوں کے نبھانے کی دعوت دیں۔ اگر اس امر میں موافقت ہوگی؟ تو اپنی زندگی کا سلسلہ باقی رکھے اور اگر حق قبول کرنے سے انکار کردے تو پھر حاکم شرع کے پاس یا اسلامی عدالت میں شکایت کرے گی۔ اسلام کا حاکم شرع اس زیادتی کرنے والے مرد کو حاضر کرے گا اور اس سے تقاضا کرے گا کہ ظلم وستم سے باز آجائے اور اپنے فریضہ پر عمل کرے۔ اگر قبول نہیں کیا تو اسے طلاق دینے پر مجبور کرے گا اگر اس سے بھی انکار کرے تو پھر حاکم شرع عورت کو طلاق دے دے گا اور اس کے حقوق مرد سے لے لے گا۔

غور کیجیے اور جواب دیجیے

۱۔ اگر طلاق ناپسندیدہ ہے تو پھر اسلام نے حرام کیوں نہیں کیا؟

۲۔ کس صورت میں طلاق بہترین راہ حل ہے؟

۳ اسلام نے ہوس باز مرد کے لئے جو اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہو کیا کیا ہے؟

۴۔ آخر اسے طلاق کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟

www.kitabmart.in

۵- عورت کی مرد سے دلچسپی نہ ہونا کس بات کی علامت ہے؟

۶- مرد کس طرح اپنی بیوی کو گرویدہ بنا سکتا ہے؟

۷- ایسی عورت کی ذمہ داری کیا ہے جس کا شوہر اسے ستاتا اور اذیت دیتا ہے؟